

(شعری مجموعہ)

آنسوؤں کے چناب

سیتاریٹا

کئی کرب اور عذاب ہیں
فقط آنسوؤں کے چناب ہیں

آنسوؤں کے چناب

(شعری مجموعہ)

G.M. College of Education
Raipur, Bantalab
Jammu.

Acc No.... 3774 (15)

Dated .. 17/10/2022

از

سنیٹا رینا

© جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب:	آنسوؤں کے چناب (شعری مجموعہ)
شاعرہ:	سینٹارینا
ناشر:	شاعرہ
قیمت:	102 روپے
صفحات:	150
تعداد:	500
مطبع:	کریٹیو اسٹار پبلی کیشنز، جامعہ نگر، نئی دہلی: موبائل 9958380431
کمپوزنگ:	حرف کمپوزنگ سینٹر، دہلی 9891195087
سن اشاعت:	2017ء

Aansuoon Ke Chinaab

By

Suneeta Raina

Mobile : 8527799852, 9818479996

E-mail: fearlessladyfromkashmir@gmail.com,
rubyraina@rediffmail.com

Year of Edition 2017

ISBN : 978-81-935109-9-5

Price : Rs. 102

کتاب ملنے کا پتہ : سینٹارینا، C1-606، ستر پبلشس
سیکٹر 86، فرید آباد دھرمیانہ

”یہ کتاب قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے مالی تعاون سے شائع کی گئی ہے۔“

شائع شدہ مواد سے اردو کونسل کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے“

انتساب

نہایت ہی خلوص و احترام کے ساتھ
اپنے فرشتہ خصال والدین
(محترمہ اندورینہ و محترم اوتار کرشن رینہ)
جن کی بہتر تربیت اور نصیحت نے مجھے
برائی کو اچھائی سے جیتنے کا حوصلہ عطا کیا

فہرست

- 9 ایک نئی اُمید، ایک نئی آواز - سنیتارینا دیک بڈکی
- 19 ایک حساس شاعرہ - سنیتارینا ڈاکٹر گوری شنکر رینا
- 21 جذبہِ خلوص شمس تبریزی
- 23 پیش لفظ
- 27 حمد
- 29 غزلیں
- 30 (1) کوئی دو قدم ساتھ چلتا نہیں ہے
- 31 (2) پہلے ساحل اور پھر ساحل کے پتھر رو دیے
- 32 (3) اک دیادل کا اندھیرے میں جلائے رکھنا
- 33 (4) پیروں کے نیچے سے زمین اور سر سے امبر لے گیا
- 34 (5) سلسلہ یادوں کا اکثر توڑ جاتی ہے ہوا
- 35 (6) اس کو نہ مجھ سے اور نہ مجھے اس سے پیار تھا
- 36 (7) وہ رُت بھی آئے وہ لمحہ بھی راس آئے مجھے
- 37 (8) ہر حادثہ، ہر نقشِ غم دل سے مٹانا چاہیے
- 38 (9) کبھی یادوں کے وہ عذاب ہیں
- 39 (10) کبھی گتھیاں ہیں گناہ کی
- 40 (11) کس کارن میں صدیوں کا اتہاس لکھوں

- (12) زندگی کیسے گزرتی ہے بتائیں کس طرح 41
- (13) مل نہیں پایا سکوں تک دو گھڑی کے واسطے 42
- (14) اپنوں کے بخشے درد کو دل میں چھپائیں کس طرح 43
- (15) غم کا ساگر کب کیسے دن رات تاتا رہتا ہے 44
- (16) کیا کہیے اس پریت میں ہم نے 45
- (17) صدیوں کا پیا سا لگتا ہے 47
- (18) روز نیا اک منظر دیکھا 48
- (19) سکون دو قرار دو 49
- (20) ایک موتی کچھ بھی ہو مالا بنا سکتا نہیں 51
- (21) کاش اشکوں میں یوں کھو جاؤں 52
- (22) دل جو کہتا ہے کرنے دو 53
- (23) جانے کب وہ منظر ہوگا 54
- (24) صحرا کی تپتی دھوپ میں ہم کو جلانا چھوڑ دو 55
- (25) میری فکر کرے گا کون 56
- (26) کوئی اپنا ہوتا کاش 57
- (27) یہ بھی خدا کا شکر ہے بھٹکے جو ہم درد نہیں 58
- (28) ڈوب نہیں جو پایا کبھی لہروں کا سنبھالا نکلے گا 59
- (29) آنکھوں سے آنسو پونچھتا، دھیرج بندھاتا کون ہے 60
- (30) سوچ سمجھ کر تو نے مولیٰ مجھ کو جنم دلایا ہوگا 61
- (31) لبوں پر خوشی کا ہی پیغام رکھنا 62
- (32) غم کا ہر سواندھیرا ہے چھایا ہوا 63

آنسوں کے چناب 6 سینتارینا

- 64 (33) جانے کیا ہے یہ تیاری
- 65 (34) خود ہی اپنا سہارا ہے
- 66 (35) جو ہوتا ہے وہ ہونا ہے
- 67 (36) گھما پھرا کر بتا رہا ہے
- 68 (37) پھولوں کے کھلنے پر بھی اپنی آنکھ بھرائی نہیں
- 69 (38) کیسی مارا ماری ہے
- 70 (39) ر میں عجیب اور آسماں عجیب لگتا ہے
- 71 (40) ملتے جلتے رہا کرو
- 72 (41) دینا ہے تار تار بجائیں کہاں سے ہم
- 73 (42) اوڑھتی اور بچھاتی ہوں میں
- 74 (43) زہر دل میں سنبھال رکھا ہے
- 75 (44) کہیں جلتا ہوا شمشان دیکھا
- 77 (45) دور تک کوئی غم گسار نہیں
- 78 (46) ذرا مجھے سنو اردو
- 79 (47) براک سوال کا تنہا جواب ہو جاؤں
- 81 (48) کروں فیصلے کا میں کیا انتظار
- 82 (49) کچھ ایسا میں لکھ کر کے گھر میں سجادوں
- 84 (50) اگر تو زمیں بن تو میں آسماں ہوں
- 85 (51) کیسے کیسے عذاب دیتا ہے
- 86 (52) اپنے اٹک چھپاؤں کیسے
- 87 (53) ہر بل اب غم کھاتا ہے

آنسوؤں کے چناب 7 سینتارینا

- (54) اب کچھ زیادہ ہی مچلتے ہو 88
- (55) یا تو مسکے سلجھایا کر 89
- (56) کس کو...؟ 90
- (57) توفیق بخشو 91
- (58) نذر کشمیر 93
- (59) حب الوطنی 94
- (60) کیوں چھین لیا 96
- (61) یہ زندگی 97
- (62) صدائے دامنہ 98
- (63) مرحوم ڈاکٹر گردھاری لال کول کے نام 101
- (64) رشتے 103
- (65) شورویروں کو سلام 105
- (66) اے دل 107
- (67) ادھورے خواب 108
- (68) سفر 108
- (69) الاماں الاماں 111
- (70) ماں کی عظمت 113
- (71) دوہرانے سے کیا ہوگا... 115
- (72) بڑی بات ہے!!! 116
- (73) کتنا آسان ہوتا 118
- 120

123	(74) ناکامیاں
126	(75) زندگی نے
128	(76) یہاں سے وہاں تک
130	(77) نہ تھا نہ ہے
133	(78) عورت
138	(79) کبھی موت جی کے دیکھو
139	(80) تیرے غصے میں سونگائیں
140	(81) نثری نظم
142	(82) تو کیا ملا
143	(83) کوئی وسیلہ کرنا ہوگا
144	(84) سچ اور جھوٹ
145	(85) قطعات
149	(86) متفرق اشعار



ایک نئی امید، ایک نئی آواز - سنتارینا

سنتارینا کا شعری مجموعہ بہ عنوان 'آنسوؤں کے چناب' ایک نئی امید لے کر منظر عام پر آ رہا ہے۔ دیکھا جائے تو زمانہ قدیم سے کشمیر کی دھرتی کو لال دید، ارنی مال اور جبہ خاتون جیسی کشمیری شاعرات نے تصوف اور عشق حقیقی کے رنگ میں رنگ دیا لیکن بیسویں صدی سے کئی شاعرات مثلاً عائشہ مستور، عابدہ احمد، رخشندہ رشید، نسرین فاطمہ، شبنم عشائی، رخسانہ جبین، سیدہ نسرین نقاش، ترنم ریاض، نصرت رشید، سنتارینا، نکبت نظر، پروین راجہ اور نکبت صاحبہ نے اردو زبان کو اپنے خیالات کے اظہار کے لیے اپنایا اور وہ نہ صرف مشاعروں کی زینت بنیں بلکہ برصغیر کے معروف رسالوں میں بھی مسلسل شائع ہوتی رہیں۔

'آنسوؤں کے چناب' سنتارینا کا پہلا شعری مجموعہ ہے جس میں حمد، ۵۴ غزلیں و مسلسل غزلیں، ۲۹ پابند و نثری نظمیں اور کچھ قطعات و متفرق اشعار شامل ہیں۔ دراصل ہجرت کے باعث آنسوؤں کا سیلاب جہلم کا کنارہ چھوٹے ہی امنڈ آیا مگر چناب کے کنارے ان کی روانی تیز تر ہو گئی اور وہ اس کے پانی میں بہہ کر بے کراں ساگر سے جا ملے 1990ء میں دہشت گردی کی وجہ سے کشمیر کے حالات نے جو کروٹ لی اس نے آدھی رات کے وقت سنتارینا کے پورے خاندان کو گھر چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ راستہ بند ہونے کے سبب وہ تیرہ دن اور تیرہ رات ٹرک میں سکر کر بیٹھے رہے اور بانہال و خونی نالا کی بنج بستہ ہواؤں سے جو جھتے رہے اور آخر کار چناب کے کنارے پناہ لینے میں کامیاب ہو گئے۔

اس ہجرت، بے زمینی اور دھرتی سے اکھڑنے کے غم نے سینتارینا کو شعر کہنے کی تحریک دی جس کی روداد شاعرہ نے مجموعے کے پیش لفظ میں بیان کی ہے۔ سینتارینا بچپن ہی سے اولوالعزم ثابت ہوئی ہیں، اس لیے اس نے خود کو پسپانہ ہونے دیا بلکہ ایک نئے عزم کے ساتھ نئے ماحول میں قدم جمائے۔ سینتا کا جنم ترال، پلوامہ، کشمیر میں ہوا؛ بی ایس سی (نان میڈیکل) کی ڈگری کشمیر یونیورسٹی سے حاصل کر لی اور پھر کمپیوٹر و انتظامیہ کے ڈپلومہ کورسز جوں اور چنڈی گڑھ سے کامیاب کرکئی پرائیویٹ کمپنیوں میں یکے بعد دیگرے ملازمت کر لی۔ میٹرک تک اردو کے ساتھ وابستگی رہی۔ حالانکہ شاعری کی جانب بچپن ہی سے رغبت تھی مگر سنجیدگی کے ساتھ ہجرت کے بعد دلچسپی لی۔ آج کل ہریانہ کے فرید آباد شہر میں قیام پذیر ہے۔ رینا کثیراللسان ہے، اردو، کشمیری، ہندی اور پنجابی میں دسترس رکھتی ہے۔ کئی معتبر رسالوں و اخباروں، مثلاً: راشٹریہ سہارا، ہند ساچا وغیرہ میں اس کی غزلیں و نظمیں چھپتی رہتی ہیں۔ مشاعروں، کوی سٹیلنوں، سیمناروں اور کانفرنسوں میں شرکت کرتی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ ریڈیو اور دور درشن کے پروگراموں میں نہ صرف شرکت کرتی ہے بلکہ چند ایک ڈوکیومنٹریوں جیسے نیلی رگیں، موسم وغیرہ میں اداکاری بھی کی ہے۔ شاعری کے علاوہ سیرسپاٹے میں بھی دلچسپی رکھتی ہے۔

سینتارینا کی شاعری میں غم ذات غالب ہے البتہ کہیں کہیں یہ غم جہاں میں بھی ڈھل جاتا ہے۔ وہ گھریلو، سماجی اور سیاسی حالات پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کرتی ہے۔ جائے پیدائش سے بچھڑنے کا غم، دوست و احباب سے جدائی، زندگی کی پراگندگی، انجان مگری میں اجنبی چہروں سے محاسبہ، شہروں کی بھیڑ میں جان لیوا اکیلا پن اور رشتوں کی شکست و ریخت سینتا کی شاعری میں اکثر آہ و فغاں کی صورت اختیار کرتی ہے۔ نمونہ کلام:

سلسلہ یادوں کا اکثر توڑ جاتی ہے ہوا

میرے دروازے پہ دستک چھوڑ جاتی ہے ہوا

تیرے سانسوں کی مہک تیرے تبسم کی بہار
کتنے رشتے غم سے میرے جوڑ جاتی ہے بہار

آنکھوں کو عشق ، دل کو وہی درد دے گیا
دل جس کی دوستی کا بڑا طلب گار تھا

تماشہ تماشا ہوئے ہم تماشا
یہ دل ہے کہ پھر بھی بہلتا نہیں ہے

وفا کا یہ دیک وہ دیک ہے رینا
بنا خون مانگے جو جلتا نہیں ہے

مسکراہٹ نہ ہولبوں پہ اگر
سبز موسم بھی خوشگوار نہیں

محبت سے محروم ایک عورت کی پکار کتنی دگداز محسوس ہوتی ہے جب وہ اپنے مالک
سے صرف پیار کے دو بول سننے کے لیے ترستی ہے اور اس کی آنکھوں میں اپنے تئیں صرف
عزت کی متلاشی ہوتی ہے۔ بڑے سلجھے ہوئے پیرائے میں تانیشی رجحان سامنے آتا ہے:

سکون دو قرار دو

جو ہو سکے تو پیار دو

کروں نثار خوشبوئیں

کچھ ایسا اختیار دو

کہ پیار بے شمار د

مجھے وہی وقار دو

شاعرہ نے ایک معصوم بچی کے احساسات کی تصویر کشی نظم 'کس کو...؟' میں بڑی ہنر

مندی سے کی ہے، اقتباس پیش خدمت ہے : ۔

جیون کے اس دورا ہے پر

اک نادان سلونی بچی

کھڑی ہوئی ہے

دیکھ رہی ہے چونک چونک کر

چاروں جانب

اور من ہی من سوچ رہی ہے

کون ہے میرا سچا ساتھی

کس سے خود کو شاد کروں...! (کس کو...؟)

ہمارے معاشرے میں طبقہ نسواں کے ساتھ ظلم و جبر روز بروز بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ کہیں دامن کا واقعہ پیش آتا ہے اور کہیں زبھیا کا، کہیں کسی کم سن کے ساتھ بلا تکار ہوتا ہے اور کہیں کسی معصوم پر تیزاب پھینکا جاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ انسانی درندگی اور ہیمنیت کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ عورت کی زندگی حد سے حد تک آنسوؤں سے بھری رہتی ہے۔ اس موضوع کو طویل نظم 'عورت' میں برتا گیا ہے۔ شاعرہ مایوس ہو کر کہتی ہے:

کڑوی ہے داستان زندگی اک عورت کی

سنو گے تو جی کر بھی نہ جی پاؤ گے تم

اسی ضمن میں نظم 'صدائے دامن' کا ایک بند ملاحظہ ہو:

مرگئی ہے وہ جو بیٹی
کہہ رہی ہے چیخ کر
بیٹیوں کی کر حفاظت

اے میرے ہندوستان

سنتارینا صوفیوں اور ریشیوں کی وادی سے تعلق رکھتی ہے، اس لیے اسے خالق کائنات پر پورا بھروسہ ہے اور بارہا اس کے کلام میں خدا کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے اور اس کی شاعری روحانیت کو چھونے لگتی ہے۔ چند شعر:

نظامِ خدا ہی ہے ایسا کہ اس میں
بنا رات کے دن نکلتا نہیں ہے

اب تو ساگر بھی رینا اپنی مریدا بھول گیا

جو اس کی پوجا کرتے ان کو ہی دُباتا رہتا ہے

شاعرہ نے پیش لفظ میں ذکر کیا ہے کہ اس کی آرزو ہے کہ وہ فکر کا ایک سمندر قرطاس پر انڈیل دے مگر ساتھ ہی وہ سنبھل کر مندرجہ ذیل شعر رقم کرتی ہے:

کس کارن میں صدیوں کا اتہاس لکھوں

اچھا یہ ہے کہ پل پل کا احساس لکھوں

سنتارینہ کی شاعری میں کشمیر کا تذکرہ ناگزیر ہے۔ اس نے وہاں آنکھیں کھولیں، وہاں کی ثقافت ورثے میں پائی، وہیں تعلیم حاصل کی اور پھر اس گلستان کو اجڑتے دیکھا۔ جنت بے نظیر کشمیر کو جس طور رینہ نے بچپن میں دیکھا تھا، اسے اپنی نظم 'نذر کشمیر' میں بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے نہ جانے کیا ہوا کہ وہی وادی آتش کدے میں

تبدیل ہو گئی اور انجام کار شاعرہ کو خدا کے حضور میں شکوہ کرنا پڑا کہ۔ ع کیوں چھین لیا مجھ سے میرا گھر میرے بھگوان (نظم 'کیوں چھین لیا')۔ یہی وجہ ہے کہ شاعرہ ان لوگوں کو، جو تشدد اور تخریب کا راستہ اختیار کرتے ہیں، مخاطب کر کے نظم 'کبھی موت جی کے دیکھو' قلم بند کرتی ہے۔ ایک اور نظم 'کوئی وسیلہ کرنا ہوگا' میں فرماتی ہے کہ اس خون خرابے کو روکنے کے لیے ہمیں کوئی نہ کوئی راستہ نکالنا ہی پڑے گا۔ کشمیر کے تعلق سے چند اشعار ملاحظہ کیجیے:

جب دل ہوئے تقسیم تو گھر کب تک سالم رہے
گھر کو تو بٹنے کے لیے بس اک بہانہ چاہیے

نفرت کی یہ دیوار جو اک گھر کے اندر اٹھ گئی
جیسے بھی ہو رینہ اسے جلدی گرانا چاہیے

رینا اجڑنے یا کہ بس جانے کا چرچا ہی نہیں
غم تو یہی ہے میری دھرتی کو سمندر لے گیا

کیسے جیے ہیں آج تک، کیا کیا بتائیں دوستو
دھڑ ہی فقط باقی رہا کاندھوں سے وہ سر لے گیا

الچھے تھے ایسے وقت میں کس آسماں سے ہم
جب سارے شہر میں نہ کوئی پہرے دار تھا
لے اڑا طوفان ارمانوں کی ساری بستیاں
سوچتے ہیں اب نئی بستی بسائیں کس طرح

اپنے ہی ہاتھوں قتل کر کے اس پہ رونا مرحبا!
اب یوں ہماری لاش پر آنسو بہانا چھوڑ دو

میرا یہ پیغام ان لوگوں کے نام
نام خدا کا جو لے کے کرتے ہیں قتل عام
حیرت کی بات یہ ہے کہ اتنے مصائب جھیل کر بھی سنتارینہ نے نہ کبھی ہمت ہاری
اور نہ ہی اپنے ذہن کو آلودہ ہونے دیا۔ اس کی شاعری میں نہ نفرت پائی جاتی ہے اور نہ ہی
انتقام کا جذبہ۔ وہ امن کی پجاری ہے اور اسے اپنے بھگوان پر پورا بھروسہ ہے۔ اس کی
رجائیت مندرجہ ذیل اشعار میں جھلکتی ہے۔

اک دن بہار آئے گی رینا چمن میں پھر
گلشن ہمیشہ کے لیے ویراں تو نہیں
یہ یاد رہے دوستو مسجد ہو کہ مندر
یہ بھی ہے گھر اس کا وہ بھی اسی کا گھر
نظم 'شور ویروں کو سلام' میں حب الوطنی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ ایک اور نظم 'حب
الوطنی' میں رینا فرماتی ہے:

آنچ آسکتی نہیں ہر گز ہماری آن کو
مرمیں گے عظمت گنگ و جمن کے واسطے
سنتارینہ صرف مقامی سیاست پر، جس نے اس کو گھر سے بے گھر کر دیا، کڑی نظر
رکھتی ہے بلکہ عالمی سیاست کو بھی اپنے شعروں میں سموتی ہے۔ سماجی پس منظر کے حوالے
سے بھی مجموعے میں کچھ اشعار ملتے ہیں۔ چند اشعار ذیل میں درج ہیں:

رہزنوں کی ہے حکومت جب تلک بھی شہر پر
ہم کو منصف بھی ہمارے حق دلا سکتا نہیں

ہیں لوگ جو بھی پریشاں انھیں سہارا دوں
میں ظالموں کے لیے احتساب ہو جاؤں

جو مجرم ہیں منصف بھی خود ہی ہیں وہ
کرے آج کس پر کوئی اعتبار

تیرے اس جہاں پر چلے بس جو میرا
غربی کا نام و نشاں تک مٹا دوں

جانے کب وہ منظر ہوگا

ہر مجرم کو جب ڈر ہوگا

حق کے ساتھ فرائض جوڑو

گل عالم ہی بہتر ہوگا

سینتارینا کی شاعری میں کہیں کہیں مقصدی پہلو بھی اجاگر ہوتا ہے جو پند و نصائح کی
شکل اختیار کرتا ہے۔ وہ نہ صرف دنیا میں امن و امان کی خواہاں ہے بلکہ ایک ایسے نظام کی
چاہت رکھتی ہے جو انسانی تہذیب کے لیے فائدہ مند ہو۔ چند اشعار و نظم کا اقتباس:

ملے نیکیوں سے ہی پہچان ہم کو

ہمیں نیکیوں ہی کا ہم نام رکھنا

دنیا کا بھی سوچو تم
کچھ اپنا بھی بھلا کرو

مجھے میرے مولیٰ یہ توفیق بخشو
زمانے کی سب تیرگی کو مٹا دوں
کوئی بھوک سے پھر نہ تڑپے جہاں میں
غریبی کا نام و نشان تک مٹا دوں

نظام ایسا قائم کروں اس زمین پر
کہیں پر بھی جنگ و جدل ہو نہ پائے
(نظم 'توفیق بخشو')

سنتارینا نے رشتوں کی پاکیزگی اور تفاعل پر نظمیں کہی ہیں اور ایک مرثیہ بھی رقم کیا ہے۔ بقول شاعرہ گھر میں کسی ایک شخص کی کمی رہ جائے تو ایک خلا سا پیدا ہوتا ہے (رشتے)۔ 'ماں' پر بھی شاعرہ نے دو خوبصورت نظمیں بہ عنوان 'ماں کی عظمت' اور 'تیرے غصے میں سو غائیں' رقم کی ہیں۔ اس کی نظموں جیسے بڑی بات ہے!!! اور نہ تھا، نہ ہے' میں ایک جانب وجودی کشمکش کا ذکر ملتا ہے اور دوسری جانب 'نا کامیاں' اور 'زندگی نے' جیسی نظموں میں احساس شکست کا گماں ہوتا ہے۔ 'ادھورے خواب'، 'سفر' اور 'الاماں' بھی زندگی کی گتھیوں کو سلجھانے کی کوشش کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ 'یہاں سے وہاں تک' انسانی سفلیت اور اس کے نتائج پر لکھی گئی نظم ہے۔ مذکورہ نظموں سے چند اقتباسات:

زندگی یہ بتا

کون سی راہ اپناؤں میں؟

منزلوں کی طرف رخ کروں

یا کہ راہوں میں کھوجاؤں میں؟؟؟ (نظم بڑی بات ہے!!!)

میری ہر سانس

میرے اپنوں ہی کے پاس گروی تھی

جس کے صدقے میرا اختیار

نہ تو جینے پر تھا

اور نہ مرنے پر

وقت کا سیلاب لے گیا

مجھے اپنے ساتھ بہا کر

(نا کامیاں)

سنتارینا کی زبان سلیس اور عام فہم ہے۔ وہ مدھر ہندی الفاظ کا استعمال بڑی خوبی سے کرتی ہے۔ اس کی شاعری میں ننگی اور غنائیت ملتی ہے۔ وہ اپنی زندگی کسی نیک مقصد کے لیے جینا چاہتی ہے اور معینہ راستے پر گامزن ہو کر نام کمانا چاہتی ہے۔ وہ دیرانوں اور گلستاں کرنے کی آرزو لے کر زندگی کے سفر پر چل پڑی ہے جہاں نہ بھوک ہو، نہ بھید بھاؤ ہو، نہ طبقہ نسواں کا استحصال ہو، نہ نفرتیں ہوں اور نہ نسل کشی۔ اسی لیے وہ کہتی ہے کہ میر ”نسل آدم ہوں، بس انسان ہوں، انسان ہوں میں....“۔

دیک بڈکی

وسندھرا، غازی آباد

27 مئی 2017ء

افسانہ نگار و تنقید و تبصرہ نگار

ایک حساس شاعرہ - سنٹارینا

سنٹاجی کا مینسکرپٹ (مسودہ) ابھی ابھی پڑھا اور ان کی نظموں کو پڑھ کر یہ احساس ہوا کہ وہ ایک نئی آواز ہیں جن کا ادبی حلقوں میں استقبال ہونا چاہیے۔ یوں تو ان سے میری پہلی ملاقات ساہتیہ اکادمی کے ایک پروگرام میں ہوئی تھی مگر تب یہ معلوم نہ تھا کہ میری بات ایک حساس شاعرہ سے ہو رہی ہے۔ اب جب ان کا کلام پڑھا تو جانا کہ للیشوری اور جہ خاتون کی سرزمین سے ایک اور آواز پھوٹ پڑی ہے جس میں جوش بھی ہے، مصیبت کے زلزلوں کا درد بھی ہے اور تقدیر کا غم بھی ہے۔

ہمارے یہاں شاعری کی روایت بہت پرانی ہے۔ واکھوں اور شکوں (شیخ نور الدین 'مندیشی' کا کلام) کی پرپیرا کے ساتھ آزاد نظم اور غزل کی پرپیرا کو جوڑ کر آگے چلنے والی سنٹا اپنے الگ انداز میں کہتی ہیں:

میرے ہمدرد نے میرے حق میں

کھوٹا سکھ اچھا رکھا ہے

ذہن و دل زندہ رکھنے کی خاطر

خون دل کا اُبال رکھا ہے۔

کشمیری پر یوار میں جنم لینے والی سنتا کشمیری زبان میں بھی اپنے خیالات کا اظہار کر سکتی تھیں مگر اردو زبان کے لفظوں کی کشش اور نفاست انھیں اردو میں لکھنے کے لیے بچپن سے ہی انپائر کرتی آرہی ہے۔ اور پھر اردو کے بڑے شاعروں اور ادیبوں کی انسپریشن نے بھی بہت حد تک کام کیا ہے۔

سنتا کے اس پہلے مجموعے کا استقبال ہونا چاہیے تاکہ اس نئی شاعرہ کی آواز دور دور تک جاسکے اور اس کی گونج چاروں طرف ہو۔

ڈاکٹر گوری شکر رینا

20 مئی 2017ء

معروف تخلیق کار، فلم ساز اور ڈراما نگار

جذبہ خلوص

ہندوستان میں شاعری کی کم و بیش تین سو، ساڑھے تین سو سال قدیم روایت ہے جس میں شاعری نے بہت سے انقلابات دیکھے ہیں اور انھیں جھیلا بھی ہے۔ اس زمانے میں وکی سے لے کر آج تک بہت ہی عمدہ شعر پیدا ہوئے ہیں، جنہوں نے شاعری بالخصوص غزل کو نئی اونچائیوں سے روشناس کرایا ہے، ہر چند کہ اُن میں شاعرات کا یوگدان خالی ہی ہے لیکن جہاں بھی ہے، انہوں نے شاعری کو نئے رنگ و آہنگ سے سجایا اور سنوارا ہے۔

سینتارینا بھی ایک ایسی شاعرہ ہیں جنہوں نے ہجرت کے تکلفات جھیلے ہیں۔ ان کا تعلق کشمیر سے ہے لیکن حالات کی بدبختی نے ان کے خاندان نے بھی کشمیر سے جدائی اور وہاں سے ہجرت کو دیکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سینتارینا نے کم عمری میں شاعری شروع کر دی اور مصرعوں کو اس طرح بنا کہ ان میں وطن سے محبت کا درد نمایاں نظر آنے لگا۔

سینتارینا اکیسویں صدی کی اُن شاعرات میں شمار کی جاتی ہیں، جنہوں نے دنیاوی چمک دمک سے دور رہ کر اپنے کام کو انجام تک پہنچانے کا فریضہ انجام دیا ہے۔ نام و نمود سے بے پرواہ سینتارینا شاعری کو عبادت کا درجہ دیتی ہیں، وہ اسے محض تفریح طبع کا ذریعہ نہیں مانتیں اور ضرورت کے تحت شاعری نہیں کرتیں، ان کا کہنا ہے کہ شاعری جذبات کی ترجمانی کا ایک وسیلہ ہے جس میں پاکیزگی نہایت ضروری ہے، اس کے بغیر شاعری دلوں تک پہنچنے میں ناکام رہتی ہے۔

سینتا کے تجربات اُن کے اپنے نہ ہو کر معاشرے کے تجربات بن گئے ہیں اور

جب جب ایسا ہوتا ہے تو ایسی شاعری سماج کے لیے دوا کا کام کرتی ہے، اُن کی غزلوں میں احساس کی ٹھنڈک اور جذبات کی تپش، دونوں کا امتزاج موجود ہے۔ بہت کم عرصے میں انہوں نے اس بات کو جان لیا کہ اگر عوام الناس میں خود کو الگ رکھنا ہے تو پھر کچھ الگ بھی کرنا ہوگا اور ایسا انہوں کر کے دکھایا۔

میں تو یہی کہوں گا کہ سینتارینا نے اپنی شاعری کے وہ تمام پرچم بلند کر دیئے ہیں جو عظمت پانے سے رہ گئے تھے، ہاں اتنا ضرور کہوں گا انھوں نے اپنی شاعری کو اس فکر سے دور رکھا جہاں شاعری دکھاوا اور صرف فیشن بن کر رہ جاتی ہے۔ انھوں نے الفاظ کی جادو گری تو دکھائی لیکن خیال رکھا کہ اس جادو گری میں معانی و مفہوم اپنی لطافت نہ کھودیں۔ انہوں نے رواں مصرعوں کے ذریعے بات کو دلوں تک پہنچانے کی کامیاب کوشش کی ہے جس کے لیے ان کو سراہنا چاہیے۔

میں سینتارینا کو اس پہلے مجموعے ”آنسوؤں کے چناب“ کی اشاعت پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ان کا کلام اردو کے ادبی حلقوں میں خلوص کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور اس کی ستائش کی جائے گی۔

مبارک باد دیتا ہوں تمہیں اس کی اشاعت پر

رہو قائم ہمیشہ شاعری کی تم اطاعت پر

شمس تبریزی

(سابق ایڈیٹر: اردو اکادمی، ہریانہ)

1075 سیکٹر 10، پنچکولہ (ہریانہ)

پیش لفظ

گر زندگی مہلت دے تو میں سمندر لکھ جاؤں لیکن روزمرہ کی ذمہ داریوں، دشواریوں سے یا الجھنوں کو سلجھاتے سلجھاتے وقت کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے یہ پتہ نہیں چلتا۔ کشمیر کی سرزمین پر میری پیدائش ہوئی اور کچھ وقت کے بعد ہی زندگی نے ایک ایسا موڑ لیا کہ دل میں یہ آواز رہ رہ کے گونجنے لگی کہ زندگی دینے والے جب زندگی کو بنانے کا، سجانے کا، سنوارنے کا، نہارنے کا وقت آیا تو آپ نے یہ کس عذاب میں ڈال دیا۔ میں اس وقت کی بات کر رہی ہوں جب کشمیر کے حالات بد سے بدتر ہو گئے اور ہمیں اپنے مادر وطن کو رات کے سناٹے میں، اندھیرے میں غم آنکھوں سے الوداع کہنا پڑا۔ یعنی کہ ہمیں بجائے زندگی کو سنوارنے کے زندگی نے ایک بھیانک، دردناک، راولہ فنا کے موڑ پر کھڑا کر دیا اور ایک ایسی لڑائی کی ابتدا ہو گئی جہاں سے کوئی روشنی کی کرن دور دور تک نظر نہیں آئی۔ جہاں کسی آرام دہ مستقبل کے کوئی آثار نظر نہیں آئے۔

مارچ 1990 رات کے ایک بجے کشمیر کو، اپنی سرزمین کو چھوڑ دیا۔ بانیہال پہنچے تو راستہ بند ہوا۔ پھر ہم 12 دن بانیہال میں ٹرک میں ہی رہے۔ تیرہویں دن جب راستہ کھل گیا تو ہم خونی نالہ پہنچے تو وہاں پھر راستہ بند ہوا اور ہماری رات خونی نالہ پہ کیسے گزری اس کا میں یہاں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتی ہوں۔ وہ صرف اور صرف احساسات ہیں جو روح کی گہرائیوں میں دفن ہیں اور آخری دم تک رہیں گے۔ صبح جب دن نکلا تو اس بنانے والے کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کیا کہ ہمیں اس کالی، بھیانک اور خوفناک رات سے نجات

ملی اور ایک نئی کائنات کو دیکھنا پھر سے نصیب ہوا اور شاید ہم سے یہ کسی نے کہا کہ ایک اور کشمکش بھری زندگی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ ایک لمحہ کے لیے تو ایسا لگ رہا تھا کہ شاید اب اس چھٹی پاتی روح کو کہیں سکون و آرام ملے گا لیکن زندگی نے اس ادنیٰ سے انسان کے کھاتے میں شاید اُن گنت پہاڑوں کو سر کرنا، بہت ادھورے کاموں کو مکمل کرنا لکھا ہے۔ یا یوں اپنے اشعار کے ذریعہ اگر کہوں تو:

زندگی گزرتی ہے بتائیں کس طرح

جان لیوا حادثے دل سے بھلائیں کس طرح

بچپن سے ہی دل میں ایک بے قراری سی رہتی تھی۔ کچھ الگ سا بننے کی، کچھ الگ کرنے کی خواہش تھی۔ پھر وہ چوٹ کھائی جس کا ابھی تک کوئی مرحم نہیں ملا۔ ان بر فیلی وادیوں سے دور، ان پرکشش فضاؤں سے دور، ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں سے دور، ان چنار کے خوبصورت پیڑوں سے دور، ان آبشاروں سے دور، ان کناروں سے دور، ان ساری رحمتوں و برکتوں سے دور۔ ہماری سرگزشت پر کسی کا یہ شعر صادق آتا ہے کہ:

راہ کی دھول خون روتی ہے

پوں وطن چھوڑنا مذاق نہیں

اس کی وجہ سے ذہن و دل میں ایک قہر سا برپا رہتا ہے۔ لیکن سارے قہر و کھرام کے باوجود بھی میں نے بے خوف و بے پرواہ ہو کر ٹھان لیا کہ حوصلے سے اپنے قدم آگے بڑھاؤں اور سبھی رکاوٹوں، مصیبتوں، پریشانیوں کا سینا چیرتے ہوئے اپنی منزل تک پہنچ جاؤں۔ کیونکہ ابتدا سے ہی یہ چاہت تھی کہ کچھ بن کے دکھانا ہے۔ وہ بھی الگ سے اپنی

ایک غزل کے شعر کے حوالے سے بتانا چاہوں گی:

جب موت آئے تو آئے وہ بھی ایسی شان سے

رونے کو اک گھر نہیں سارا زمانہ چاہیے

شاید اسی لیے سوچ بھی ہمیشہ الگ ہی رہی۔ جیسے بہت زیادہ صفائی پسند ہونا، گھر کی بناوٹ، گھر کے سامان، چیزوں کی ترتیب، ہر چیز میں نفاست و نزاکت، پانی کی بوند ضائع نہ کرنے کی سوچ، ایک پل کو بھی خالی نہ بیٹھنے کا جنون، قدرت کے ہر نظاروں میں ڈوب جانا۔ زمین اور آسمان کے تمام مناظر کا اپنی طرف کھینچنا اور ہر اچھے نظارے کو پانے کی چاہت اپنے اندر سامانے کی قوت۔ ہر منظر کا نہ صرف دل کو چھونا بلکہ دل میں سنبھال کر رکھنا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ہر ایک نظارے کو، ہر درد و غم کو، ہر زخمِ مرہم کو بیان کرنے کے لیے اس عظیم الشان ذات نے مجھ میں تھوڑی تو فیض عطا کی یعنی سمندر سے ایک بوند میرے نصیب میں لکھی جس کے سہارے میں نے اپنے خیالات، احساسات، تجربات، حوادث کو قلم بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور آج ان چند صفحات کو اس کی بارگاہ میں یا یوں کہوں کہ بارگاہِ الہی کے دیار میں سونپ رہی ہوں۔ اور ہر ایک پڑھنے والے فرشتے سے، دانشور و درویش سے یہی التجا کروں گی کہ اگر اس چھوٹی سی کوشش کا کوئی بھی لفظ یا ورق یا کوئی بات پسند آئے، کہیں آپ کے دلوں کی گہرائیوں کو چھو جائے تو میرے گھر، دونوں خاندان، میرے تمام اپنوں کی سلامتی اور صحت یابی کے لیے انھیں دل کی گہرائیوں سے دعا کر دیں۔ بس دعا کریں۔ کیوں کہ میں مانتی ہوں کہ ہر لکھنے والا اپنا کلیجہ حیر کر کاغذ پر اتار دیتا ہے۔ اپنے یا اپنے آس پاس کے دکھ، غم، صدمہ، عذاب، خوشی کو لفظوں کو ایک مالا میں پرونے کی کوشش

کرتا ہے۔ اسی لیے حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ پڑھنے والوں کی دعا بھی ضروری ہوتی ہے جو کہیں نہ کہیں، کبھی نہ کبھی قبول ہو جاتی ہے۔

میں آخر میں ان ادب نواز دانشور شخصیتوں کا، جن سب کا نام لینا ممکن نہیں ہے، ان سب کی تہہ دل سے ممنون ہوں، مشکور ہوں جنہوں نے کسی نہ کسی طریقے سے میری مدد کی۔ میری کوششوں کی حوصلہ افزائی کی یا سراہنا کی۔

میری اس کتاب 'آنسوؤں کے چناب' کو میں نے اپنے جذبات کے آنسوؤں اور لہو سے جس قدر سینچنے کی کوشش کی ہے اسی قدر قارئین سے گزارش ہے کہ وہ میرے حق میں دعا گور ہیں تاکہ میں مستقبل میں بھی ادب کی دنیا میں اپنا فرض اس چھوٹی سی کوشش کے ذریعے کچھ حد تک ادا کر سکوں۔ شکریہ۔ نوازش۔

سنتارینا

15 مئی 2017

حمد

بادشاہِ دو جہاں پروردگار
تو ہی میرا ہے اکیلا رازدار

تو ہی میرا ہے حقیقی تاجدار
تو ہی میرا ہے فقط دل کا قرار

تو ہی میرا ہے غموں میں غم گسار
تو ہی ہے دار و مدارِ کاروبار

تیری رحمت کی ہوں یارب قرض دار
کیوں نہ دل سے تجھ پہ ہو جاؤں نثار

اے شہہ والا مقدس کردگار
میں گناہوں پر ہوں اپنے شرم سار

تو ہی ہے میری مقدس آرزو
دل کے صحرا میں ہے تیری جستجو

تجھ سے تابندہ ہے میری زندگی
تو نے بخشا مجھ کو ذوقِ بندگی

تجھ سے پوشیدہ نہیں حالِ تباہ
تو ہی میرا غیبِ داں ہے بادشاہ

ما سوا تیرے نہیں ہے آسرا
کچھ بھی دنیا سے نہیں ہے واسطہ

تیری رینا کو یقین ہے کبریا
تو ہی بندوں کا متیں ہے کبریا



غزلیں



کوئی دو قدم ساتھ چلتا نہیں ہے
 یہی غم تو دل سے نکلتا نہیں ہے
 خدارا میرے دل کو شاباش کہیے
 یہ بچوں کی صورت مچلتا نہیں ہے
 کوئی تو ستارا مقدر میں ہوگا
 یہی سوچ کر دم نکلتا نہیں ہے
 تماشا تماشا ہوئے ہم تماشا
 یہ دل ہے کہ پھر بھی بہلتا نہیں ہے
 بلا کی تپش ہے زمانے میں لیکن
 غموں کا ہمالہ کچھلتا نہیں ہے
 نظامِ خدا ہی ہے ایسا کہ اس میں
 بنا رات کے دن نکلتا نہیں ہے
 مری اپنی کوتاہیاں بھی تو ہوں گی
 جو میرا مقدر بدلتا نہیں ہے
 کوئی عقلمندی میں جانباڑ ہوگا
 بنا چوٹ کھائے سنبھلتا نہیں ہے
 بھروسا نہیں ہے جو غیروں پہ تجھ کو
 خود اپنوں پہ بھی زور چلتا نہیں ہے
 وفا کا یہ دیپک وہ دیپک ہے رینا
 بنا خون مانگے جو جلتا نہیں ہے



پہلے ساحل اور پھر ساحل کے پتھر رو

دیے

ناؤ کیا ڈوبی میری ساتوں سمندر رو دیے

یوں ہنسا خوابِ محبت پر مرادِ یوانہ پن

جو تراشے تھے تصور نے وہ پیکر رو دیے

بادشاہت کی تمنا ہاتھ ملتی رہ گئی

دل کی دولت لٹتے دیکھی تو سکندر رو

دیے

اللہ اللہ کیا قیامت ہے کہ راہِ زیست میں

ہنسنے والے بھی ہماری بے بسی پہ رو دیے

جب ہوا معصوم جذبوں کی محبت کا لہو

ٹکڑے ٹکڑے ہو کے میرے دل میں خنجر رو

دیے

چاہیے تھا اک بہانہ آہِ وزاری کے لیے

ہم تمہاری یاد میں کچھ شعر کہہ کر رو دیے

دل ہی تھا رینا حسین خوابوں کی جنت کا خدا

دل کو روتا دیکھ کر سارے پیہر رو دیے





اک دیا دل کا اندھیرے میں جلائے رکھنا
ان سے ملنا ہے تو پلکیں بھی بچھائے رکھنا

اب چراغوں میں میرا اپنا لہو جلتا ہے
ان چراغوں کو ہواؤں سے بچائے رکھنا

جانے کب لوٹ کے آجائے وہ جانے والا
گھر کی دہلیز پہ اک شمع جلانے رکھنا

کیفیت کوئی ہو چہرے سے عیاں ہوتی ہے
کتنا دشوار ہے غم اپنا چھپائے رکھنا

تم سے پھڑو کی تو راہوں میں بکھر جاؤں گی
تم اسی طرح مرا ساتھ نبھائے رکھنا

وہ خفا ہیں تو انھیں بھیج دو ان کی تحریر
اپنے کمرے میں کبھی خط نہ پرانے رکھنا

کچھ تو ہوتا ہے محبت کا اثر اے رینا
اپنا دل پھول کی خوشبو میں بسائے رکھنا





پیروں کے نیچے سے زمیں اور سر سے امبر لے گیا
سب کچھ ہمارا چھین کر اپنوں کا خنجر لے گیا

ہم گھر سے بے گھر ہو گئے، گنا میوں میں کھو گئے
طوفان کچھ ایسا اٹھا سب کچھ اڑا کر لے گیا

کنبہ بکھرتے ہی گئے، اپنے پچھڑتے ہی گئے
کیسا ہوا یہ حادثہ، لشکر کے لشکر لے گیا

اللہ رے صیاد کی، صیاد نظری مرجبا
اڑتے پرندوں کے ابھی جو کاٹ کے پر لے گیا

کیسے جئے ہیں آج تک، کیا کیا بتائیں دوستو
دھڑ ہی فقط باقی رہا، کاندھوں سے وہ سر لے گیا

رینا اجڑنے یا کہ بس جانے کا چرچا ہی نہیں
غم تو یہی ہے میری دھرتی کو سمندر لے گیا





سلسلہ یادوں کا اکثر توڑ جاتی ہے ہوا
میرے دروازے پہ دستک چھوڑ جاتی ہے ہوا

میں اترتی ہی چلی جاتی ہوں دکھ کی جھیل میں
مجھ کو تنہا راہ میں جب چھوڑ جاتی ہے ہوا

خشک پتوں کی یہاں کوئی صدا سنتا نہیں
جب ہرے پیڑوں کو اکثر توڑ جاتی ہے ہوا

ایسا لگتا ہے کہ جیسے تم ہی ہو محو خرام
چلتے چلتے راہ میں جب چھوڑ جاتی ہے ہوا

تیرے سانسوں کی مہک، تیرے تبسم کی بہار
کتنے رشتے غم سے میرے جوڑ جاتی ہے ہوا

کیا کہوں، کیسے کہوں، اس وقت کا عالم نہ پوچھ
رخ کسی کی یاد کا جب موڑ جاتی ہے ہوا

ضبط کی حد سے گزر جاتے ہیں جب آنسو مرے
درد کی دیوار اکثر توڑ جاتی ہے ہوا

میرا چہرہ صاف جب رینا نظر آتا ہے تب
گرد کا رخ میری جانب موڑ جاتی ہے ہوا





اس کو نہ مجھ سے اور نہ مجھے اس سے پیار تھا
جس کے بغیر پھر بھی یہ دل بے قرار تھا

آئینہ میں نے دیکھا تو وہ شخص ہنس دیا
مدت سے جس کی موت پہ دل سو گوار تھا

ویرانیاں یہاں در و دیوار بن گئیں
پہلے یہی مکان بہت شاندار تھا

الجھے تھے ایسے وقت میں کس آسماں سے ہم
جب سارے شہر میں نہ کوئی پہرے دار تھا

آنکھوں کو عشق دل کو وہی درد دے گیا
دل جس کی دوستی کا بڑا طلب گار تھا

ہم نے پرانے وقت کے لوگوں سے ہے سنا
اک پیڑ تھا یہاں جو بڑا سایہ دار تھا

آیا ہے وہ بھی رینا ہواؤں کے دوش پر
جس کے لیے چراغِ جنوں بے قرار تھا





وہ رُت بھی آئے وہ لمحہ بھی راس آئے مجھے
میں گنگناؤں اسے اور وہ گنگنائے مجھے

میں لکھ رہی ہوں فسانے تیری نگاہوں کے
کہیں خود اپنی کہانی نہ بھول جائے مجھے

لباس برف کا پہنا ہوا تھا موسم نے
جلا گئے ہیں چناروں کے سردسائے مجھے

میں اک دکان ہوں ٹوٹے ہوئے کھلونوں کی
کبھی تو کاش کوئی دیکھنے کو آئے مجھے

تو چاند بھی ہے میری زندگی کا سورج بھی
تیرے بغیر بھلا کون جگمگائے مجھے

تمام شہر مقفل ہے ایک گھر کے سوا
وہ ایک گھر بھی کھنڈر ہے مگر بلائے مجھے

میں غم کی آگ میں تپ تپ کے یوں نکھر جاؤں
کوئی بھی آگ اے رینا جلا نہ پائے مجھے





ہر حادثہ، ہر نقشِ غم دل سے مٹانا چاہیے
جینا ہی ہے تو دل کو اب پتھر بنانا چاہیے

جب دل ہوئے تقسیم تو گھر کب تک سالم رہے
گھر کو تو بٹنے کے لیے بس اک بہانہ چاہیے

سپنوں کے وہ ٹوٹے محل پھر سے بنیں گے کس طرح
ٹوٹی ہوئی اینٹوں سے ہی اک گھر بنانا چاہیے

کیسے چلے گا گھر مرا اس بٹ چکے سامان سے
آدھا ادھورا ہی سہی گھر تو چلانا چاہیے

جب موت بھی آئے تو آئے وہ بھی ایسی شان
سے

رونے کو اک گھر ہی نہیں سارا زمانہ چاہیے

نفرت کی یہ دیوار جو اک گھر کے اندر اٹھ گئی
جیسے بھی ہو رینا اسے جلدی گرانا چاہیے





کبھی یادوں کے وہ عذاب ہیں
کہ بغیر حد و حساب ہیں

کبھی اشک پلکوں کے روبرو
کبھی بھگے بھگے سے خواب ہیں

کبھی چہرہ نور سا بدلی میں
کبھی غم بغیر حجاب ہیں

کبھی انتظار سا آنکھوں میں
کبھی اشک اشک سراب ہیں

کبھی بکھرے بکھرے یہ بال ہیں
کبھی جان لیوا عتاب ہے

کبھی خارزار قدم قدم
کبھی رستہ رستہ گلاب ہیں

کبھی گتھیاں ہیں گناہ کی
کبھی مٹھی بھر ہی ثواب ہیں

کبھی مسکراہٹیں زیر لب
کبھی آنسوؤں کے چناب ہیں

کبھی صرف میرے سوال ہیں
کبھی صرف تیرے جواب ہیں

میرے دل کو اوروں کا درد دیں
بڑے مہربان چناب ہیں

میں ہوں کب سے ان کے ہی ردِ برو
کہ جو رینا زیر نقاب ہیں





کس کارن میں صدیوں کا اتہاس لکھوں
اچھا یہ ہے پل پل کا احساس لکھوں

تم کو ہی جیون کی اپنی آس لکھوں
چاک جگر سل جائیں ایسی پیاس لکھوں

جن کی قسمت میں پانی کی بوند نہیں
ایسے سوکھے ہونٹوں کی میں پیاس لکھوں

عشق اگر صادق ہوگا پھل جائے گا
صرف ہوس کو کیوں جنموں کی پیاس لکھوں

سیتانے کاٹے جو بن میں چودہ سال
میں ناری کی خاطر کیوں بن واس لکھوں!

اک اک ٹکڑے کو جو ترستے ہیں رینا
اُن بے کس مظلوموں کا احساس لکھوں





زندگی کیسے گزرتی ہے بتائیں کس طرح
جان لیوا حادثے دل سے بھلائیں کس طرح

لے اڑا طوفان ارمانوں کی ساری بستیاں
سوچتے ہیں اب نئی بستی بسائیں کس طرح

آہی جائے گا کبھی موتی پرونا بھی ہمیں
فکر یہ ہے غم کے اشکوں کو چھپائیں کس طرح

پھول آخر پھول تھے مرجھا گئے سب شام تک
زندگی کا پھر سے گل دستہ سجائیں کس طرح

آج تک جاری ہے یہ جنگ و جدل کا سلسلہ
نفرتوں کے سرخ شعلوں کو بجھائیں کس طرح

دل جگر چھلنی ہیں رینا غم کے بادل چار سو
خوف کے منظر ان آنکھوں سے مٹائیں کس طرح





مل نہیں پایا سکوں بھی دو گھڑی کے واسطے
موت سے لڑتے رہے ہم زندگی کے واسطے

ہم جنہیں سمجھے خدا نکلے وہ پتھر کے صنم
سر بہت پٹکا بھلے ہی بندگی کے واسطے

حادثوں نے زندگی بھر کیا نہیں بخشا ہمیں
درد، آہیں اور آنسو اک خوشی کے واسطے

دل اکیلا ہی رہا دنیا کی اتنی بھیڑ میں
گو جہاں میں کیا نہیں تھا دلکشی کے واسطے

کچھ نہ کچھ اپنا لہو بھی ہے ضروری دوستو
اک دیا کافی نہیں ہے روشنی کے واسطے

عین ممکن ہے فرشتہ کوئی مل جائے کبھی
ہم بہت بھٹکے ہیں رینا آدمی کے واسطے



غزلِ مسلسل



اپنوں کے بخشے درد کو دل میں چھپائیں کس طرح
تم ہی کہو اس حال میں ہم مسکرائیں کس طرح

ہے کانچ بھی ٹوٹا ہوا، اسپات بھی ٹوٹا ہوا
ٹوٹی ہوئی ہر چیز ہے، گھر میں سبائیں کس طرح

گستاخ ہم ہوتے تو کیا ان کو منا لیتے نہ ہم
جو بے سبب روٹھے رہے، ان کو منائیں کس طرح

نگری گناہ گاروں کی ہے، نگری کے حاکم بھی وہی
خود بھی بچیں ہم کس طرح، تم کو بچائیں کس طرح

گھر ہی نہیں ٹوٹے فقط، بنیاد بھی غائب ہوئی
اب اس ہوائی شہر میں بستی بسائیں کس طرح

پلکوں کے آنسو سوکھ کر کانٹوں کی صورت چھ گئے
یہ ٹیس جو آنکھوں میں ہے، اس کو منائیں کس طرح

رینا چلو شہرت نہیں، انصاف تو ملتا ہمیں
اس بے گناہی سے مگر خود کو بچائیں کس طرح





غم کا ساگر کب کیسے دن رات بہتا رہتا ہے
کیا جانے کب ہنستا ہے کب اشک بہاتا رہتا ہے

دریا اُتھلا ہوتا ہے تو شور مچاتا رہتا ہے
رستہ چلتی لہروں کو آپس میں لڑاتا رہتا ہے

جھیل چکا ہے کتنے دریا ساگر اپنے سینے میں
پھر بھی لہروں کو اپنی گودی میں کھلاتا رہتا ہے

دریا ہر پل مست ہے موجوں کے ہی شور شرابے میں
اور سمندر کشتی کو سینے سے لگاتا رہتا ہے

اب تو ساگر بھی رینا اپنی مریادا بھول گیا
جو اُس کی پوجا کرتے اُن کو ہی دُباتا رہتا ہے





کیا کہیے اس پریت میں ہم نے
کیا کیا ٹھوکر کھائی ہے

چپ رہیے تو دل جلتا ہے
بولیں تو رُسوائی ہے

انجانوں کی نگری سے
اور جاں لیوا تنہائی ہے

ایسے میں یہ اپنوں کی
آواز کہاں سے آئی ہے

کچھ بھی کہیے خود مٹ کر ہی
عشق نے منزل پائی ہے

مت سوچو اس پروانے نے
کیسے جان گنوائی ہے

ڈالی سے اک پتا ٹوٹا
اشک بہائے ڈالی نے

دنیا والو تم بھی دیکھو
اس کا نام جدائی ہے

کاش کبھی ایسا ہو جائے
ہم بھی کھل کر کہہ پائیں

ہاں یہ بات ہمیں بھی اپنے
جیون میں راس آئی ہے

کیا بتلائیں پریت کی خاطر
کیا کیا رنج نہیں جھیلے

ہاں پھر بھی یہ ناز کہہ رہا
ہم نے پریت نبھائی ہے





صدیوں کا پیاسا لگتا ہے
میرا دل صحرا لگتا ہے

خود کو سورج کہنے والا
کتنا بونا لگتا ہے

ہونٹوں سے سچ کہتا ہے وہ
آنکھوں سے جھوٹا لگتا ہے

اصلی عکس دکھائے ہم کو
درپن کب اچھا لگتا ہے

مجھ کو غیر سمجھنے والا
تو مجھ کو اپنا لگتا ہے

میرا رہبر ہو کر بھی وہ
مجھ کو رہزن سا لگتا ہے

دنیا بھر کا میت وہ رینا
مجھ سے ہی روٹھا لگتا ہے





روز نیا اک منظر دیکھا
ہر دن کل سے بہتر دیکھا

چین ہمارا بھی لوٹ آیا
اُن کو خود سے کمتر دیکھا

ہم نے جب بھی سچ بولا ہے
ہر اک ہاتھ میں پتھر دیکھا

اٹھنا، گرنا اور سنبھلنا
بچوں میں کچھ بہتر دیکھا

دھوکہ، غصہ اور بدگوئی
کھیل یہی جیون بھر دیکھا

اصل میں جو نقلی تھا رینا
وہ چہرہ ہی اکثر دیکھا





سکون دو، قرار دو

جو ہو سکے تو پیار دو

یہ زندگی سنوار دو

بہار دو، بہار دو

سمندروں کی بوند ہوں

حد نظر حصار دو

کروں نثار خوشبوئیں

کچھ ایسا اختیار دو

سکون دل مجھے ملے

وہ خواب خوش اتار دو

زمانے بھر کے غم گنوں

مجھے کوئی شمار دو

بہت کٹھن ہے زندگی

ہنسی خوشی گزار دو

قدم قدم پہ آرزو

قدم قدم سنوار دو

جہاں کا درِ بے کراں
مجھی میں بس اتا اردو

نظر میں خواب، خواب تم
ذرا سا قرب وار دو

فضا سے کچھ خزاں سے کچھ
وہ چین دو، قرار دو

کہ رینا رینا کہہ کے پھر
غزل غزل پکا اردو





ایک موتی کچھ بھی ہو مالا بنا سکتا نہیں
جل سمندر کا تو پیاسے کو بچا سکتا نہیں

ٹوٹ جائیں جو کھلونے پھینک دینا تم انھیں
ان کھلونوں کو کوئی گھر میں سجا سکتا نہیں

راستہ روکے ہیں پل پل دونوں کی مجبوریاں
میں بھی جا سکتی نہیں اور وہ بھی آ سکتا نہیں

پت جھڑوں میں ٹوٹ جاتے ہیں جو پتے پیڑ سے
پھر سے کوئی ان کو ڈالی پر لگا سکتا نہیں

رہزنوں کی ہے حکومت جب تلک بھی شہر پر
ہم کو منصف بھی ہمارے حق دلا سکتا نہیں

جل میں رہ کر جس کی رینا مٹ نہ پائی تشنگی
پیاس اس کی اب سمندر بھی بجھا سکتا نہیں





کاش اشکوں میں یوں کھو جاؤں
سب داغ جگر کے دھو جاؤں

ٹوٹا جو صبر کا پیمانہ
ممکن ہے سمندر ہو جاؤں

غم دیتی ہیں قاتل یادیں
بہتر ہوگا اب سو جاؤں

جب موت آئے تو مرے مولیٰ
میں بھی تیرے گھر کو جاؤں

سینے میں جب تک دھڑکن ہے
کیسے میں پتھر ہو جاؤں





دل جو کہتا ہے کرنے دو
بے موت نہ اس کو مرنے دو

خود ہی دریا ہو جائیں گے
جب مل جائیں گے جھرنے دو

پلکوں پر کیوں کر رُک جائیں
اشکوں سے دامن بھرنے دو

کب موت کا پیغام آ جائے
ہم کو بھی سجنے سنورنے دو

یہ بھی اک پوجا ہے رینا
انسان کو رب سے ڈرنے دو





جانے کب وہ منظر ہوگا
ہر مجرم کو جب ڈر ہوگا

حق کے ساتھ فرائض جوڑو
گل عالم ہی بہتر ہوگا

بچے دل سے مانگ دعائیں
سب کے حق میں بہتر ہوگا

دل سے جب جوڑو گے رشتے
شیش محل بھی تب گھر ہوگا

قطرہ قطرہ جوڑو رینا
کل کو ایک سمندر ہوگا





صحرا کی تپتی دھوپ میں ہم کو جلانا چھوڑ دو
رسوا جو کرنا ہے تو پھریوں پاس آنا چھوڑ دو

کشتی ڈبونا تو کوئی مشکل نہیں ہے نا خدا
اچھا تو یہ ہے تم یہ کشتی ہی چلانا چھوڑ دو

اپنے ہی ہاتھوں قتل کر کے اس پہ رونا، مرجھا!
اب یوں ہماری لاش پر آنسو بہانا چھوڑ دو

یہ آگ تم نے ہی تو سلگائی ہے اپنے ہاتھ سے
اب بچانے کا مجھے نالک رچانا چھوڑ دو

یہ تو ہمارا ظرف تھا کھولی نہ جو ہم نے زباں
اب ہر گھڑی یہ زہر کا پیالا پلانا چھوڑ دو

ہم آسمان کی خواہشیں کرتے نہیں رہتا مگر
اپنا بنا کر ہم کو نظروں سے گراننا چھوڑ دو



میری فکر کرے گا کون
میرے زخم بھرے گا کون

اک ادنیٰ سی انسان ہوں
میرا ذکر کرے گا کون

کون دلاسا دے مجھ کو
سر پر ہاتھ رکھے گا کون

پھیکا پھیکا دل کا کاغذ
اس میں رنگ بھرے گا کون

پل پل ڈستی موت ملی
موت سے اور ڈرے گا کون

جتنا تم پر مرتی ہوں
اتنا اور مرے گا کون

جھرنہ بن کر جھرتی ہوں
اتنا اور جھرے گا کون



کوئی اپنا ہوتا کاش
سچا سچا ہوتا کاش

اس نے بات ادھوری کی
قصہ پورا ہوتا کاش

جھوٹے لوگوں کا یہ جہاں
کوئی سچا ہوتا کاش

بھیڑ بہت ہے لوگوں کی
کوئی انساں ہوتا کاش

میں بھی تنہا تنہا ہوں
وہ بھی تنہا ہوتا کاش

اس کے سن میں بھی کچھ کچھ
ایسا ویسا ہوتا کاش

کس کس کو اب سمجھاؤں
کوئی مجھ سا ہوتا کاش

رینا کو تنہا چھوڑا
ساتھ نبھایا ہوتا کاش



یہ بھی خدا کا شکر ہے بھٹکے جو ہم در در نہیں
لیکن جسے اپنا کہیں، ایسا بھی کوئی گھر نہیں

ہے دل بھلے کتنا بڑا سینے میں میرے دوستو
ہوں تو مگر انسان ہی، پر بت نہیں، پتھر نہیں

کیا کیا نہیں مانگا دعاؤں میں خدا سے آج تک
شاید کہ ہم قابل نہ تھے، وہ مل سکا اکثر نہیں

تاریخ ہی بنتی ہے کیوں، دن رات کا آواگمن
میرے لیے شام و سحر یا دوپہر کیوں کر نہیں

ٹھکرا رہے ہیں روز ہم کیوں یہ خدائی نعمتیں
اے دوستو ان رحمتوں کو ماریے ٹھوکر نہیں

صبر و سکون کتنا بھی ہو رینا مرے دل میں مگر
دریا بھی ہو سکتی ہوں میں ہر وقت ہی ساگر نہیں





ڈوب نہیں جو پایا کبھی لہروں کا سنبھالا نکلے گا
جو سب کے غم کو بانٹ رہا ہے غم کا پالا نکلے گا

من کی آنکھیں کھولو تو ہر اور اُجالا نکلے گا
مت سوچو ہر بار وہی گرڈ بڑ گھونٹا نکلے گا

دلبر یا دنیا کی چاہے کیسی بھی سیاست ہو لیکن
دل بے چارہ دل ہے بالکل بھولا بھالا نکلے گا

اس نگری کے قانونوں کی تم اب بھی کتابیں پڑھ لینا
سچائی کے بدلے میں بھی دیش نکالا نکلے گا

جس نے وعدے کر رکھے ہیں چاند ستاروں کے تم سے
دیکھیں گے وہ عاشق بھی کتنا دل والا نکلے گا

اپنوں کے در پر تم ریٹا بھولے سے دستک مت دینا
ہونٹوں پہ ہمدردی ہوگی اور دل پر تالا نکلے گا





آنکھوں سے آنسو پونچھتا، دھیرج بندھاتا کون ہے
وعدے تو کرتے ہیں سبھی، لیکن بھاتا کون ہے

یہ زندگی گزری ہے کیسے، غم کو سہتے عمر بھر
ادروں کے دردِ دل کو لیکن جان پاتا کون ہے

رشتوں پہ یوں قربان ہونا، کوئی مجھ سے سیکھ لے
میری طرح اس زندگی کو آزماتا کون ہے

خوشیاں تو پیاری ہیں مگر، غم کا بھی اپنا مول ہے
پھر بھی غموں کو ہنس کے یوں سینے سے لگاتا کون ہے

سننے تو لازم ہیں بھلے، تعبیر ممکن ہو نہ ہو
اپنے حسیں سپنوں کو پلکوں سے گراتا کون ہے

ہم بے گناہوں کو کبھی انصاف کیوں ملتا نہیں
آخر یہاں انصاف کی بولی لگاتا کون ہے

رینا تجھے اس زندگی کا واسطہ یہ تو بتا
اس خود غرض دنیا میں بگڑی کو بناتا کون ہے





سوچ سمجھ کر تو نے مولیٰ مجھ کو جنم دلایا ہوگا
 بے مطلب تو نہیں تو مجھ کو دھرتی پر لے آیا ہوگا

اب تک جتنی بھی گزری ہے دیرانوں میں ہی گزری ہے
 رام ہی جانے کس دھرتی پر میرا نگر بسایا ہوگا

من کی سادھ اگر ہو سچی سنتے ہیں پوری بھی ہوگی
 ایک اسی وشواس پہ دل کو لاکھ دفعہ سمجھایا ہوگا

ایک بھی روٹی جو مل جائے مل جل کر کھا لینا بچو
 جینے کا اک یہ بھی نسخہ پرکھوں نے بتلایا ہوگا

تم کہ کیا بتلائیں ریتا ایک خوشی کی خاطر ہم نے
 آنکھوں سے اشکوں کا دریا کتنی بار بہایا ہوگا





لبوں پر خوشی کا ہی پیغام رکھنا
 نہ یوں دل کی باتیں سر عام رکھنا
 زمانے کا دکھ تم نے جھیلا بہت ہے
 غموں کو کلیجے پہ خود تھام رکھنا
 ہوئے جن کے ہونے سے آپ اتنے اونچے
 بزرگوں کا نام اور اکرام رکھنا
 اگر رام جی نے ہیں دو لال بخشے
 تو نام ان کے رام اور گھن شام رکھنا
 سلیقے سے چلتا رہے مے کدہ بھی
 سلیقے سے ہی ہاتھ میں جام رکھنا
 کبھی بھوک سے دم نہ نکلے کسی کا
 نظام ایسا قائم میرے رام رکھنا
 ہمیں نام بھی بخش دینا خدایا
 نہیں عمر بھر ہم کو بے نام رکھنا
 ملے نیکیوں سے ہی پہچان ہم کو
 ہمیں نیکیوں ہی کا ہم نام رکھنا
 سکوں دل کا غارت نہ ہو جائے رینا
 کسی بے وفا سے نہ تو کام رکھنا



غم کا ہر سواندھیرا ہے چھایا ہوا
 لمحہ لمحہ یہ ہے آزمایا ہوا

اے مرے مہرباں سامنے بھی تولا
 ہے جو پہلو میں خنجر چھپایا ہوا

جب محبت نہیں مجھ سے اے ہم سفر
 کیوں ہے یادوں کا لاشہ سجایا ہوا

رہبر ملک و ملت بتا راہ میں
 ہے یہ بارود کس کا بچھایا ہوا

موت کا خوف اس کا بگاڑے گا کیا
 زندگی کا جو ہو خود ستایا ہوا

تم خطاؤں پہ ریتا یوں نادم رہو
 جوش میں بحرِ رحمت ہے آیا ہوا



جانے کیا ہے یہ تیاری
ہر لمحہ ہے ہم پر بھاری

کس نے بخشا کس کو موقع
کیا انکار اور کیا انکاری

مجرم ہی بن بیٹھا منصف
معصوموں پر چلتی آری

زندہ کون یہاں ہے رینا
لاشیں ہیں اور مارا ماری





خود ہی اپنا سہارا ہے
کیا قسمت کا مارا ہے

تیری نظر میں کچھ بھی نہیں
ماں کا راج ڈلارا ہے

اس نے دنیا کو جیتا
جو اپنوں سے ہارا ہے

جس سے صرف ملی نفرت
وہ بھی دل کو پیارا ہے

تو نے بھی تنہا چھوڑا
یہ بھی دیکھ گوارا ہے

زندہ رکھ امیدوں کو
تھوڑی دور کنارا ہے





جو ہوتا ہے وہ ہونا ہے
بے کار کا سارا رونا ہے

اگلے پل کی بات نہ کیجئے
اگلے پل بھی کچھ ہونا ہے

ہر اک سپنا جب خاک ہوا
پھر کیا سپنوں کو ڈھونا ہے

یہ مالا بے شک ٹوٹے گی
ہر موتی پھر سے پرونا ہے

پل بھر کی خوشیوں کی خاطر
برسوں تک یونہی رونا ہے

سہمے سہمے قدموں سے
خود اپنی لاش کو ڈھونا ہے

ہر پل جی لو تم بھی رینا
کیا جانے کب کیا ہونا ہے



گھما پھرا کر بتا رہا ہے
اصلی مقصد چھپا رہا ہے

کھوٹ نہیں جو تیرے من میں
پھر کیوں نظریں چرا رہا ہے

میری آنکھوں کا تارا تھا
وہ جو آنکھیں دکھا رہا ہے

تم جو میرے ساتھ نہیں ہو
انجانا ڈر ستا رہا ہے

صدیوں سے سورج رینا کو
اپنی طاقت دکھا رہا ہے





پھولوں کے کھلنے پر بھی اپنی آنکھ بھر آئی نہیں
شاید کہ زخموں میں ابھی اتنی بھی گہرائی نہیں

پھولوں کے ہنسنے پر نظر کیوں مری مسکائی نہیں
شاید کہ جینے کی ہمیں تہذیب ہی آئی نہیں

ہم جی رہے ہیں پھر بھی اس کو زندگی کیسے کہیں
ہو زندگی سے وصل کیا جب ہم کو اس آئی نہیں

ہم نے بہاروں کے لیے آنکھیں بچھائی کس لیے
شاید خوشی اس نے میری خاطر بنائی ہی نہیں

ہم کو اسی کے ساتھ ہر رشتہ نبھانا ہے بھلے
یہ زندگی اپنی نہیں اتنی پرانی بھی نہیں

یہ زندگی کی قید بھی کتنی انوکھی قید ہے
جس میں سلاخیں بھی نہیں لیکن رہائی بھی نہیں

رینا ہمیں اپنے غموں کے ساتھ جینا ہے ابھی
اس میں اگر نیکی نہیں کوئی برائی بھی نہیں



کیسی مارا ماری ہے
بھاگ دوڑ بھی جاری ہے

ہر پل فتنہ جاری ہے
خاموشی کیوں طاری ہے

لگتا ہے اب ہم کو کیوں
ہر پل ہم پر بھاری ہے

جاگنا میرے حصے میں
سوئی دنیا ساری ہے

اُس نے بھی مجھ کو لوٹا
جس پر دنیا داری ہے

احسانوں کے بوجھ تلے
دن یہ دنیا ساری ہے

دیکھ لو قسمت کے آگے
محنت کیسے ہاری ہے

جیت لوں میں بھی مقدر کو
جنگ و جدل وہ جاری ہے



زمیں عجیب اور آسماں عجیب لگتا ہے
کہ شہر کا ہر اک مکاں عجیب لگتا ہے

جمیل ہے، حسین ہے، جہاں یہ سچ صحیح
مگر مجھے یہی جہاں عجیب لگتا ہے

خبر تو ہے کہ زندگی کا ہے یہی حصول
مگر مجھے تو یہ گماں عجیب لگتا ہے

ہے کس کی دین آدمی کو فتنے اور فساد
یہ امن کیا یہ کیا اماں عجیب لگتا ہے

کسی سوال کا نہیں ہے ہم کو کوئی ڈر
مگر یہ روز امتحاں عجیب لگتا ہے





ملتے جلتے رہا کرو
سنا کرو کچھ کہا کرو

دنیا کا بھی سوچو تم
کچھ اپنا بھی بھلا کرو
دن کی باتیں سوچ کے تم
راتوں کو مت ڈرا کرو

بالکل ساتھ نہیں ہیں جو
ان لوگوں سے بچا کرو
شور کو بے شک گلے لگاؤ
سناٹوں سے ڈرا کرو

آئینے کو دیکھ کے تم
اپنی آنکھیں پڑھا کرو
اپنے اپنے ہوتے ہیں
سامنے ان کے سجا کرو

راہ میں کانٹے جب آئیں
دیکھ کے اُن کو چلا کرو
قدم قدم پر ٹھوکر ہے
سنجھل سنجھل کر چلا کرو





وینا ہے تار تار بجائیں کہاں سے ہم
برسوں کے درد دل میں ہیں گائیں کہاں سے ہم

ہے رنج و غم کی چار سو چادر تنی ہوئی
پل بھر کو پھر سکوں یہاں پائیں کہاں سے ہم

سر رکھ کے اپنا دو گھڑی جس کو بھگو سکیں
افسوس ایسا کاندھا بھی لائیں کہاں سے ہم

ارمان جس قدر بھی تھے، شمشان میں لے
سپنوں کی زندہ بستیاں لائیں کہاں سے ہم

جو کرب دل میں تھا نہ وہ لفظوں میں آ سکا
کیا کیجئے وہ لفظ ہی لائیں کہاں سے ہم

رینا نہی سے بھی ہمیں رغبت تو ہے مگر
سوکھے ہوئے گلوں کو کھلائیں کہاں سے ہم



اوڑھتی اور بچھاتی ہوں میں
 اٹھتی اور اٹھاتی ہوں میں
 یوں ہی ہر پل ہر دم اکثر
 غم سینے سے لگاتی ہوں میں
 روتی ہوں میں چیختی بھی ہوں
 اور خوب چلاتی ہوں میں
 اور پھر اس دل کو سمجھا کر
 خود ہی چپ ہو جاتی ہوں میں
 سوچتی ہوں پھر روٹھتی ہوں اور
 پھر خود کو ہی مناتی ہوں میں
 گرتی ہوں اور اٹھتی بھی ہوں
 خود ہی سنبھل بھی جاتی ہوں میں
 جلتی اور تڑپتی بھی ہوں
 آپ بہل بھی جاتی ہوں میں
 صحرا کبھی سمندر ہو کر
 اپنی پیاس بجھاتی ہوں میں





زہر دل میں سنبھال رکھا ہے
 سانپ اک میں نے پال رکھا ہے
 گھر سمندر سے کس طرح نکلوں
 بُن کے خود ہی یہ جال رکھا ہے
 کس سے مانگوں میں چین کے دوپل
 سر پہ کیسا وبال رکھا ہے
 دور تک ہے عجیب سناٹا
 کس نے کس کا خیال رکھا ہے
 میرے ہم درد نے میرے حق میں
 کھوٹا سکا اُچھال رکھا ہے
 ذہن و دل زندہ رکھنے کی خاطر
 خون دل کا اُبال رکھا ہے
 کون قسمت کا ہے دھنی جس نے
 جیب میں ماہ و سال رکھا ہے
 کون کس کا ہے تو نے کیوں ریٹا
 خود کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے





کہیں جلتا ہوا شمشان دیکھا
کہیں خاموش قبرستان دیکھا

کہاں کی رونقیں اور کیسی محفل
کہ چاروں اور اک سنسان دیکھا

کہاں کے گل کہاں کا ہے گلستان
کہ سارا ہی جہاں ویران دیکھا

سمیٹوں کیسے شیرازہ میں گھر کا
شکستہ سارا ہی سامان دیکھا

کہاں اب جا کے ڈھونڈیں زندگی کو
کہ ہر سو موت کا سامان دیکھا

جو دنیا بھر کو کرتا تھا نصیحت
اسے خود سے یہاں انجان دیکھا

جسے دعویٰ تھا حق گوئی کا کل تک
اسی کو جھوٹ پر قربان دیکھا

الہی دل میرا تیرا ہی گھر ہے
نہ تجھ جیسا کوئی مہمان دیکھا

رہے ثابت قدم تیرا کرم ہے
کبھی آندھی کبھی طوفان دیکھا

کوئی خواہش ابھی زندہ ہے رینا
لئے کیسے سبھی ارمان دیکھا





دور تک کوئی غم گسار نہیں
زندگی سے مجھے بھی پیار نہیں

مستقل اک خزاں کا موسم ہے
زندگی میں مری بہار نہیں

مسکراہٹ نہ ہو لبوں پہ اگر
سبز موسم بھی خوشگوار نہیں

بعد مدت کے جو پھر ابھرا ہے
رنج و غم ہے فقط وہ پیار نہیں



غزل مسلسل



ذرا مجھے سنوار دو

جو ہو سکے تو پیار دو

خلوص کچھ اُدھار دو

میرا یہ گھر نکھار دو

میری یہ ناؤ تار دو

مجھے نئی بہار دو

کہ پیار بے شمار دو

مجھے وہی وقار دو

سماں یہ مجھ پہ دار دو

خوشی یہ بار بار دو

نہ رینا ایک بار دو

وفا ہزار بار دو





ہر اک سوال کا تنہا جواب ہو جاؤں
کہ دل میں آتا ہے بہتا چناب ہو جاؤں

اگر مچلتا ہوا اضطراب ہو جاؤں
تو میں بھی رہبر عہد شباب ہو جاؤں

نہ تجھ سے پیچھے کسی طور زندگی میں رہوں
اگر تو چاند ہے میں آفتاب ہو جاؤں

کچھ ایسا کر کے دکھاؤں میں اس زمانے کو
زمانے بھر کا میں اک انتخاب ہو جاؤں

ہیں لوگ جو بھی پریشاں انھیں سہارا دوں
میں ظالموں کے لیے احتساب ہو جاؤں

نہ جس میں ظلم و ستم ہو نہ کج روی ہو کہیں
زمین کے حق میں میں وہ انقلاب ہو جاؤں

نہ کار خیر ادھورا ہی میرا رہ جائے
دعائیں کیجیے میں بازیاب ہو جاؤں

نہ میں کسی سے الگ ہوں نہ مجھ سے کوئی الگ
چمن میں کاش میں مثلِ گلاب ہو جاؤں

زمین پہ خشکی کا نام و نشان نہ رہنے دے
یہ سوچتی ہوں کہ میں وہ صحاب ہو جاؤں

خدا کا حکم جو رہتا ہے میں وہ کرتی رہوں
یوں اپنے واسطے اجر و ثواب ہو جاؤں





کروں فیصلے کا میں کیا انتظار
سنا ہے کہ مجھ پر سبھی کا ہے وار

جو مجرم ہے منصف بھی خود ہی ہیں وہ
کرے آج کس پر کوئی اعتبار

صفائی کی مہلت ہی بخشی نہیں
ہمیں کو مگر کرتے ہو شرم سار

خطاوار ہیں سینہ تانے ہوئے
مگر جو بھی مظلوم ہیں وہ ہیں خوار

جہاں میں ہے انسانیت کی کمی
ہے کہنے کو تو آدمی بے شمار

کسے اپنا ہم درد رینا کہوں
ملا جو بھی اُس نے ہی لوٹا قرار





کچھ ایسا میں لکھ کر کے گھر میں سجا دوں
زمانے کے سب رنج و غم میں بھلا دوں

میں اے آسماں بڑھ کے تجھ کو بھی چھو لوں
اگر ہو سکے تو زمیں تک ہلا دوں

بتا اہل زر تو تیرے پاس کیا ہے
جو چاہوں میں تیری حیثیت مٹا دوں

تیرے اس جہاں پر چلے بس جو میرا
غربی کا نام و نشان تک مٹا دوں

جو اس سے زیادہ ہو قوت عطا
تو ویرانوں کو گلستاں میں بنا دوں

میسر ہو بھر پیٹ مجھ کو اگر تو
میں دنیا کے بھوکوں کو کھانا کھلا دوں

بھائے نہ بھج پائے دنیا کے ہرگز
چراغ ایسا میں اس جہاں میں جلا دوں

بصیرت ہو حاصل جو مجھ کو جہاں میں
تو اندھوں کو بھی راستہ میں دکھا دوں

نہ ظلم و ستم ہو کبھی جس میں رینا
یہ جی چاہتا ہے وہ دنیا بسا دوں





اگر تو زمیں ہے تو میں آسماں ہوں
سمجھ لو کہ میں ان کہی داستاں ہوں

وجود اپنا لے کر پریشاں ہوں میں بھی
جہاں والو سمجھو نہ میں شادماں ہوں

سفر حادثوں کا جھلٹے یہ موسم
کرم کر الہی میں اک ناتواں ہوں

بہت نکلے پھر بھی نہ ارمان نکلے
میں سوکھا ہوا اک گلستاں ہوں

ادھوری کہانی یہ گرتے سے پتے
نہ ہو ختم جو میں وہی امتحاں ہوں

جلاؤ گے یا دفن کر دو گے مجھ کو
فقط جینے مرنے کی اک داستاں ہوں

میرا رازداں کاش رینا وہ ہوتا
کہ اک عمر سے جس کی میں رازداں ہوں



کیسے کیسے عذاب دیتا ہے
صدے بھی بے حساب دیتا ہے

وہ خدا مہرباں بھی ہے لیکن
جس کو چاہے ثواب دیتا ہے

چاندنی ہے نصیب میں اس کے
اور اُسے آفتاب دیتا ہے

جس کو کہتے ہیں نامہ اعمال
سب کو ایسی کتاب دیتا ہے

جو حقیقت سے دور ہوں رینا
وہ کبھی ایسے خواب دیتا ہے





اپنے اشک چھپاؤں کیسے
اپنا آپ سناؤں کیسے

درد و غم ہے دل میں ہر پل
خود کو سکوں دلاؤں کیسے

میں ویراں خوابوں کی نگری
ارمانوں کو سجاؤں کیسے

سر رکھ کر میں جس پر رولوں
ایسا کندھا لاؤں کیسے

کون ہے تیرا اس دنیا میں
یہ دل کو سمجھاؤں کیسے

ریتا جو اُس نے نہ نبھائی
میں وہ رَم نبھاؤں کیسے





ہر پل اب غم کھاتا ہے
کون اپنا بن پاتا ہے

جینے کے آثار نہیں
دل کیوں خواب سجاتا ہے

یہ رحمت بھی کون کرے
روٹھے کو کون مناتا ہے

غم کے گھر میں جنیں کیسے
دھیرج کون بندھاتا ہے

آسماں میں تارے رینا
شب میں کون کھلاتا ہے





اب کچھ زیادہ ہی مچلتے ہو
اے دل پھر ہاتھ بھی ملتے ہو

کیوں مورت ایک نہیں بنتی
کتنے سانچوں میں ڈھلتے ہو

باہر سے دعائیں دے کر تم
اندر سے آگ اُگلے ہو

یہ دل بھی تو اپنا ہی ہے
آخر تم کس کو چھلتے ہو

دس بار تو گرتے ہو دن میں
مانا اک بار سنبھلتے ہو

دل کش نہ رہی تصویر دل
کیوں اتنے رنگ بدلتے ہو

خود کو بھی تو بدلو تم رینا
دنیا کو روز بدلتے ہو





یا تو مسئلے سلجھایا کر

یا یوں ہی مت پچھتایا کر

یا حالی دل بتلایا کر

یا پاس میرے مت آیا کر

یا زخموں پر مرہم ہی رکھ

یا میری آس بندھایا کر

یوں دیکھ حقیقت ڈرنا کیا

اور طوفان سے ٹکرایا کر

سب پر جب رحمت برسائی

کچھ ہم پر بھی برسایا کر

جب جب بھی وقت ملے رینا

تو ہم سے بھی بتیایا کر



نظمیں

کس کو...؟



کس کو دل کی قید میں رکھوں
کس کس کو آزاد کروں...!
سمجھے کون دلوں کی بھاشا
اب کس سے فریاد کروں...!
بھول گئے جب اپنے پرائے
میں پھر کس کو یاد کروں...!
دکھ سے تو سنسار بھرا ہے
سکھ ہی کوئی ایجاد کروں...!
شہروں شہروں سناٹے ہیں
ویرانے آباد کروں...!
کس کس کو میں سزا دلاؤں
کس کس کو آزاد کروں...!
جیون کے اس دورا ہے پر
اک نادان سلوٹی نیچی

دیکھ رہی ہے چونک چونک کر
چاروں جانب
اور من ہی من سوچ رہی ہے
کون ہے میرا سچا ساتھی
کس سے خود کو شاد کروں!...



توفیق بخشو



مجھے میرے مولیٰ وہ توفیق بخشو
زمانے کی سب تیرگی کو مٹا دوں

کوئی بھوک سے پھر نہ تڑپے جہاں میں
غریبی کا نام و نشان تک مٹا دوں

کروں نام روشن میں تیرے جہاں میں
کچھ ایسا زمانے میں کر کے دکھا دوں

نظام ایسا قائم کروں اس زمیں پر
کہیں پر بھی جنگ و جدل ہو نہ پائے

کہ امن و امان کل جہاں میں ہو قائم
تیری رحمتوں ہی سے ہوگا یہ ممکن

مجھے میرا مولیٰ وہ توفیق بخشو
مجھے میرا مولیٰ یہ توفیق بخشو



نذرِ کشمیر



جنت ہے دھرتی پہ کہیں، تو وہ ہے بس کشمیر
میں نے اس پر جنم لیا کیا خوب میری تقدیر

رشیوں، پیروں اور فقیروں کی یہ پاکیزہ دھرتی
پر بت اس کے اونچے اونچے، ندیاں کل کل کرتی
باغ مہکتے، کھیت لہکتے ہے شاداب نظارا
جھرنوں کا سنگیت ہے جیسے بجتا ہو اک تارا
دودھ سے بھی میٹھی ہے جس کے پانی کی تاثیر
میں نے اس پر جنم لیا کیا خوب میری تقدیر

تاریخ پلٹ کر دیکھو، کیا تصویر ابھرتی ہے
یہ 'کھن' جی کی اور ماتا 'للی' جی کی دھرتی ہے
کھیر جیسی خوشبو اس کی، صورت بھی لاثانی
اس کے جیسی اور نہ کوئی، یہ پریوں کی رانی
ہم نے اتاری ہے دل میں اس ذلہن کی تصویر
میں نے اس پر جنم لیا کیا خوب میری تقدیر

اس کا حسن بیاں ہو کیسے، لفظوں میں وہ آب کہاں
 اور بہت کچھ دیکھو گے تم، دیکھو کچھ تو خواب یہاں
 دیکھے تم نے شملا، اوٹی کے بھرپور نظارے
 جنت کے سیلانی بن کر آؤ تم کشمیر ہمارے
 ریشم جیسی گھاس یہاں کی جنت کی تعبیر
 میں نے اس پر جنم لیا کیا خوب میری تقدیر



حب الوطنی



جانے کیا لائے صبا اہل چمن کے واسطے
ہم سروں کے پھول لائے ہیں وطن کے واسطے

آج آ سکتی نہیں ہرگز ہماری آن کو
مر میں گے عظمت گنگ و جمن کے واسطے

اپنے دم سے ہے زمانے کی بہاروں پہ نکھار
ہم ہیں زندہ زندگی کے بانگین کے واسطے

روشنی ہوگی چراغوں سے کہاں تک دوستو
آؤ خونِ دل جلائیں انجمن کے واسطے

ہم کو آزادی ہے اپنی جان سے بڑھ کر عزیز
کیوں نہ مانگیں ہم دعا اس انجمن کے واسطے

ہم اگر مر بھی گئے مر کر امر ہو جائیں گے
اپنی دھرتی کے لیے اپنے وطن کے واسطے



کیوں چھین لیا



کیوں چھین لیا مجھ سے میرا گھر میرے بھگوان
کیوں زخم دیا ایسا کیوں نہ لی میری جان

ہوئے بے گھر جب سے ٹھوکریں کھاتے ہیں تب سے
در در بھٹکتے ہیں لے کر من یہ پریشان

نہ چین ہے کہیں تب سے نہ چین کی نیند کبھی سوئے
صبح جاگے تو کہاں پر یہ سوچ کے نکلے جان

زخم دینا ہی تھا پر بھو کیوں دیا یہ زخم جگر
کیوں کیے جگر کے کلڑے کیوں نہ لی میری جان

تیر چلتے ہیں ہزاروں دل پر یاد آئے جب گھر اپنا
نہ سنہل سکتا ہے اب یہ دل من کی نگری ہے دیران

اک بار سوچ لیا ہوتا جو تھا بہت آسان
کیوں چھین لیا مجھ سے میرا گھر میرے بھگوان

یہ زندگی



یہ زندگی، یہ زندگی کیا ہے

یہ زندگی کیسی ہے یہ زندگی

کشمکش بھی یہ زندگی

پھر بھی دلکش یہ زندگی

یہ بھاگ دوڑ، یہ الجھنیں، پل پل دھڑکتی دھڑکنیں

یہ پیارا پیارا سماں، یہ موسموں کا ہونا جواں

چھائی ہوئی سی بدلیاں یہ کیسا دیکھو کہکشاں

کبھی ہنستا روتا آسمان، کبھی گیت گاتا ہے ویراں

کبھی ٹوٹے پھوٹے ہیں رشتے، کبھی مرجھائے پھول کھلے کھلے

کبھی دوستی کا سلسلہ، کبھی دشمنوں کی محفلیں

کبھی اپنوں کا سایہ دور تلک، کبھی اجنبیوں کا کارواں
 کبھی موسم بھی سہاؤنا، کبھی گر جتی یہ بجلیاں
 کبھی خاموشیوں کے ہیں طوفاں، کبھی ویرانوں کے گلستاں
 کبھی جوش اور یہ دلوں لے، کبھی مصیبتوں کے زلزلے
 یہ وقت بے وقت آتا ہے
 یہ وقت ہر وقت آتا ہے
 نہ تھکتا ہے، نہ تھمتا ہے، نہ رکتا ہے

نہ ٹھہرتا ہے، نہ ڈرتا ہے، نہ سہم جاتا ہے
بس چلتا چلتا جاتا ہے، بس چلتا چلتا جاتا ہے
نہ پوچھ کر یہ آتا ہے، نہ پوچھ کر یہ جاتا ہے
سب وقت کے غلام ہیں، سب وقت کے غلام ہیں
اس وقت کو سلام ہے، اس وقت کو سلام ہے



صدائے دامنی



اک دھواں سا اٹھ رہا ہے
مر رہی ہیں بیٹیاں
جل رہی ہے یہ زمیں
اور جل رہا ہے آسمان

ٹیس دل میں اٹھ رہی ہے
جل رہے ہیں سائباں
سوچتی ہوں کس لیے اب
لٹ رہے ہیں کارواں

ہر طرف شور و فغاں ہے
درد ہے اب بے کراں
دل مرا خاموش سا ہے
اور چپ ہے باغباں

واقعہ اک ہو گیا
عصمت دری کا رونما
ہو رہی ہیں ہر طرف
ایسی ہی چہ می گوئیاں

جسم بھی تھرا گئے
اس واقعے کو دیکھ کر
چھا گئیں اخبار میں
اب ایسی ہی کچھ سرخیاں

جب دعا کو ہاتھ اٹھے
ملک میں سب خیر کے
چھا گئی تھی دور تک
ماحول پر خاموشیاں

خامشی ہے ہر طرف
اور قبر بھی خاموش ہے
دوغلے چہروں کا سچ
ہونے لگا ہے اب عیاں

آنکھیں پتھر ہو چکیں تھیں
اور زباں خاموش تھی
اپنے چہرے سے بظاہر
کر دیا اس نے بیاں

رورہے تھے سب یہاں
اور غم زدہ تھے نوجواں
ملک کا اک اک بشر
اب بن گیا تھا ترجمان

مر گئی ہے وہ جو بیٹی
کہہ رہی ہے چیخ کر
بیٹیوں کی کر حفاظت
اے مرے ہندوستان

آنجهانی ڈاکٹر گردھاری لال کول کے نام *



آج تیری موت پر کیوں رو رہا ہے آسماں
فیصلہ یہ تھا خدا کا یا فقط مجبوریاں

رو رہا ہے بچہ بچہ رو رہا ہر نوجواں
رو رہی ہے ساری دنیا رو رہا سارا جہاں

رو رہی ہیں پیڑ کی شاخیں بھی لے کر سسکیاں
رو رہی ہے یہ خدائی پھٹ رہے آتش فشاں

رو رہا ہے قافلہ اور رو رہا ہے کارواں
رو رہا ہے ہر پرندہ رو رہا ہے گلستاں

زلزلہ سا آ گیا ہے گر رہی ہیں بجلیاں
چل رہی ہیں آندھیاں اور بل رہے ہیں سائباں

کھل رہا ہے زہر اتنا بل رہا ہے آسماں
بل رہی ساری زمیں اور جل رہے ہیں آشیاں

چھائی ہیں تاریکیاں بدلا ہوا ہے یہ سماں
کیسی ہے یہ زندگی اور کیسے ہیں یہ امتحاں

خاک سے اٹھی جوانی خاک میں ہی مل گئی
مردنی سی چھا گئی ہے گنگ ہے اب خنداں

خاموشی سے یک بیک سوئے گنگن تم چل دیے
اقربا خاموش ہیں اور دوست سب حیراں یہاں

گھر کے سب افراد تم کو یاد کرتے ہیں بہت
دے رہے ہیں اب تسلی گھر کے سارے نوجواں

یا الہی سن لے تو ٹوٹے دلوں کی داستاں
اس کو جنت بخش دے جس کا مٹایا ہے نشان

(*) اپنے ایک محبت رشتہ دار کی اچانک وفات پر لکھی گئی نظم



رشتے



ہو نہیں جس گھر میں سنتان
ہے وہ گھر بھی ریگستان

جس میں نہیں ہے گھر کا چراغ
ہے اس گھر میں آگ ہی آگ

جس گھر میں نہیں بیٹی کا پہرا
گھر ہو کر بھی ہے وہ صحرا

جس کو نہ ملا بھائی کا پیار
بہنوں کا ہے سونا سنسار

جس کے پاس نہ بہنا رانی
کون نے گا درد کہانی

جس کی نہیں ہے پیاری ماما
اس کا ہمیشہ غم سے نانا
جس کے سر نہیں باپ کا سایہ
جیون بھر وہ رہا پرایا

جس کا نہ کوئی جیون ساتھی
خوشیاں اس کی آتی جاتی

جس کو نہ کوئی دوست ملا
اس کے دل کا نہ غنچہ کھلا



شور و یروں کو سلام



کیا بتائیں دوستو ہم داستانِ زندگی
ہے بہت مشکل ہمارا امتحانِ زندگی

راہ چلتے ہم نے دیکھے ہیں ہزاروں اجنبی
شکل پر ہی درج تھا جن کا مزاجِ زندگی

ہر کوئی الجھا ہوا اپنے کٹھن حالات میں
زندگی کے اک سے اک مشکل سوالِ ذات میں

کیا جیے ہم، ہے یہاں غم کا سمندر چار سو
دب گئی سینے کے پتھر کے تلے ہر آرزو

بیشتر کو دکھ رہی، اپنی خوشی اپنے ہی غم
کچھ مگر ایسے بھی ہیں، کرتے ہیں ادروں پہ کرم

خود جو مٹ جاتے ہیں، پر آتے ہیں وہ ادروں کے کام
زندگانی تو بھی کر اُن شور و یروں کو سلام

اے دل



تجھ کو رینا کی قسم ہے اے دل
 رکھ بھرم وقت بھرم ہے اے دل
 تجھ سے امید و یقین روشن ہے تجھ سے فردا کی جبین روشن ہے
 تجھ سے مہکا تھا گلستانِ خیال مجھ سے تابندہ تھا ایوانِ خیال
 تجھ کو رینا کی قسم ہے اے دل
 رکھ بھرم وقت بھرم ہے اے دل
 تجھ سے ہارے تھے جفا کارِ زماں تجھ سے خائف تھے ستمگارِ زماں
 تجھ سے شبنم کی گہر باری تھی تجھ سے گردش کی گھڑی ہاری تھی
 تجھ کو رینا کی قسم ہے اے دل
 رکھ بھرم وقت بھرم ہے اے دل
 فکر فردا بھی ہے تیرے باعث لطف دنیا بھی ہے تیرے باعث
 سب کو سرشارِ محبت کر دے اونچا مغیارِ محبت کر دے
 تجھ کو رینا کی قسم ہے اے دل
 رکھ بھرم وقت بھرم ہے اے دل
 پھر اندھیروں کے جگر پھاڑ دے تو چل شریوں کے جگر پھاڑ دے تو
 فتح یابی کے دکھا دے جوہر کام یابی کے دکھا دے جوہر
 تجھ کو رینا کی قسم ہے اے دل

ادھورے خواب



جو چاہا وہ پایا نہ رینا کبھی بھی

نہ بر آئی کوئی تمنا کبھی بھی

نہ خوابوں کے سائے میں اظہار و اقرار نہ خواہش کی چھاؤں میں گفتار و دیدار

بہاروں کے موسم میں مہکا نہ گلزار تبسم نہ کلیوں پہ رنگوں کی بوچھاڑ

جو چاہا وہ پایا نہ رینا کبھی بھی

نہ بر آئی کوئی تمنا کبھی بھی

نہ سونا نہ چاندی نہ ہیرا نہ موتی نہ خوشیاں نہ خواہش نہ زر کی تجلی

نہ رم جہم برستی ضیاء کھکشاں کی نہ اراماں کے دریا میں لہروں کی شوخی

جو چاہا وہ پایا نہ رینا کبھی بھی

نہ بر آئی کوئی تمنا کبھی بھی

نہ نمدیدہ آنکھوں میں رنگین سپنے نہ امید و آرام کے چمکے تارے

فضاؤں کے پرکف منظر نہ دیکھے بھڑک ہی نہ پائے محبت کے شعلے

جو چاہا وہ پایا نہ رینا کبھی بھی

نہ بر آئی کوئی تمنا کبھی بھی

نہ برباد چاہت کی راتیں ہی پیہم دبے پاؤں آتی بھی کیا یاد ہمد

جواں نرم لمحوں سے برسی نہ شبنم حسین خوش نما کوئی موقع نہ موسم

جو چاہا وہ پایا نہ رینا کبھی بھی

نہ بر آئی کوئی تمنا کبھی بھی

نہ دن کا اجالا نہ شب کا اندھیرا نہ بارش کے بادل پیسوں کا ڈھیرا
نہ پایل ہی میری نہ گھنگرو ہی میرا نہ خوشبو کے گجرے نہ پھولوں کا سہرا
جو چاہا وہ پایا نہ رینا کبھی بھی
نہ بر آئی کوئی تمنا کبھی بھی

نہ رنگین دھنک ہی نہ دل میں کک ہی نہ نظموں میں تیری وفا کی مہک ہی
ترستی نظر میں نہ ان کی جھلک ہی نہ بے تاب حسرت میں جاگی لپک ہی
جو چاہا وہ پایا نہ رینا کبھی بھی
نہ بر آئی کوئی تمنا کبھی بھی

نہ چاہت نہ راحت نہ وقعت نہ عظمت امانت میں باقی کہاں ہے ندامت
نہیں اب تو چہروں پہ رنگ ندامت نہیں کوئی سنتا پیام صداقت
جو چاہا وہ پایا نہ رینا کبھی بھی
نہ بر آئی کوئی تمنا کبھی بھی

ہمیں جب ملا ہے فقط غم ملا ہے الم خیز تحفہ نہ کچھ کم ملا ہے
ہیں غم سے سرشار عالم ملا ہے غم صبح کا سایہ پیہم ملا ہے
جو چاہا وہ پایا نہ رینا کبھی بھی
نہ بر آئی کوئی تمنا کبھی بھی

اب عالم ہے ایسا کہ دل مسکرائے ذرا بھی نہ بن غم کے آرام آئے
سدا غم سے لبریز لمحات پائے ہر اک سانس ہم کو غموں سے جگائے
جو چاہا وہ پایا نہ رینا کبھی بھی
نہ بر آئی کوئی تمنا کبھی بھی

سفر



زمیں سے لے کے آسمان تک
اس جہاں سے اس جہاں تک
صبح سے لے کر شام تک
دن سے لے کر رات تک
گن سے لے کر قیامت تک
امانت سے لے کر خیانت تک
صداقت سے لے کر قباحت تک
گلشن سے لے کر صحرا تک
سیلاب سے لے کر اکال تک
شرافت سے لے کر رذالت تک
جرم سے لے کر سزا تک

بہار سے لے کر خزاں تک
محبت سے لے کر نفرت تک
زندگی سے لے کر موت تک
اُن گنت سانسوں کا ہے سفر
اِس زمین سے اُس آسماں تک
اِس زمین سے اُس آسماں تک...



الاماں الاماں



آمد درد نے دل کشی چھین لی
 لب سے گل کے خزاں نے ہنسی چھین لی
 جبر! تاریکیوں کا ذرا دیکھنا!
 جب جلے ہیں دیے، روشنی چھین لی

موسم فکر و غم، آفریں آفریں
 کر گیا آنکھ نم، آفریں آفریں
 رکھ لیا ضبط نے شکریہ شکریہ
 زندگی کا بھرم، آفریں آفریں

رازِ غم سب سے اپنا چھپاتے رہے
دُکھ ہے اور بس مسکراتے رہے
تپتے صحرا میں مانگا نہ سایہ کبھی
ناز خوددار دل کے اٹھاتے رہے

جس روغم سے گزرے ہیں رینا وہاں
صبر کا ہو رہا تھا عجب امتحاں
تھا کرم رب کا اترے جو ثابت قدم
ورنہ کہہ اٹھتے ہم، الاماں الاماں



ماں کی عظمت



پیار افضل ترین ہے ماں کا
 دل گل یاسمین ہے ماں کا
 ماں کا بے لوث پیار ہوتا ہے ماں کا دل غمگسار ہوتا ہے
 ہے یہ سچی حدیثِ پیمر ماں کے قدموں میں ہے بہشتی زر
 ماں کی ہستی ہے تحفہ ربی
 ماں کی ہستی کرشمہ ربی
 اس کی خندہ لبی میں غم کتنے سہتی ہے زندگی میں غم کتنے
 ناز بچوں کے یہ اٹھاتی ہے روٹھ جائیں تو یہ مناتی ہے
 ماں کی تعظیم جو نہیں کرتے
 ماں کو تسلیم جو نہیں کرتے
 اپنا آخر خراب کرتے ہیں فرض خود پر عذاب کرتے ہیں
 دل نہ ماں کا کبھی دکھانا تم لینا اس کی دعائیں رینہ تم
 زندگی اس کی جگمگا دینا
 درد و غم اس کا تم مٹا دینا



دوہرانے سے کیا ہوگا...



اپنے دل کو سمجھانے سے کیا ہوگا
 سمجھانا اور اپنے دل کو!!
 اتنا بھی آسان نہیں ہے
 ہر اک دکھ کو اپنانے سے کیا ہوگا
 اپنانے کی عمر بہت چھوٹی ہوتی ہے
 ہر رشتے کی اپنی قسمت
 ہر بندھن کی اپنی خوشبو
 ہر قصے کو دوہرانے سے کیا ہوگا...
 کس نے کس کی بات نہ مانی
 کس نے کس کا چھوڑا ساتھ
 ان باتوں کو دل میں رکھنا چھوڑ دیا ہے
 جو رشتے نازک تھے سب کو توڑ دیا ہے

ہاں یکے نالتے جو بھی تھے
وہ ہی میرا سرمایہ ہیں
وہ ہی میری دھن دولت ہیں
ان سے ہی آباد ہیں محفل
وہ ہی رستہ وہ ہی منزل
لیکن پھر بھی سوچ رہی ہوں
ان سب باتوں کو دوہرانے سے کیا ہوگا
اپنے دل کو سمجھانے سے کیا ہوگا



بڑی بات ہے !!!



زندگی یہ بتا
تیرا مقصد ہے کیا؟
تیرا آغاز کیا؟
تیرا انجام کیا؟
بھوک میں کیوں غریبوں کے دن رات ہیں
اور بدلتے نہیں کیوں یہ حالات ہیں
دوسروں کو رلانا تو آسان ہے
دشمنوں کو ہنسنا بڑی بات ہے
کھائی کھود دینا تو آسان ہے
سب کو اپنا بنانا بڑی بات ہے
ہر قسم توڑ دینا تو آسان ہے
پر یہ وعدہ نبھانا بڑی بات ہے
راہ میں چھوڑ دینا تو آسان ہے
سب کو رستہ دکھانا بڑی بات ہے

سب کو غصہ دلانا تو آسان ہے
پر سبھی کو منانا بڑی بات ہے
زندگی یہ بتانا...
کون سی راہ اپناؤں میں؟
منزلوں کی طرف رخ کروں
یا کہ راہوں میں کھوجاؤں میں؟؟؟



کتنا آسان ہوتا



بن سمندر بنے ساحل کو

پالینا ممکن نہیں ہوتا

کیونکہ منزل کو پالینا

اتنا ہی آسان ہوتا

تو کسی چہرے پر

غم کی پرچھائیاں

نظر نہ آتی

اور اگر دل نہ ٹوٹے

اپنے ہی نہ روٹھ جاتے

تو شاید غموں کے

آتش فشاں کا
پھوٹنا بھی ممکن نہ ہوتا
اگر دھوکے بازی اور قتل و غارت
نہ ہوتی تو
آنکھوں میں غموں کے سیلاب
بھی نہیں آتے اگر
جھوٹ کی بنیاد پر محل
تعمیر نہ ہوتے تو جھوٹ کی عمر
نہ ہوتی اتنی لمبی
اگر ایک ٹکڑے کی خاطر

دلوں میں دوریاں نہ بڑھتی

اور شاید

نہ کھیلی جاتی

خون کی ہولیاں

اور اگر

یہ سب کچھ اتنا

آسان ہوتا

تو کتنا آسان ہوتا

منزلوں کو پانا

کتنا آسان ہوتا

گر کر سنبھل جانا

کتنا آسان ہوتا

گر کر سنبھل جانا



ناکامیاں



اپنے حالات کے مایا جال میں
اس قدر الجھا رہا کہ
لاکھ کوششوں کے باوجود
اسے تو نہیں پایا
میرے دل و دماغ پر
ایک ان جانی دہشت
کچھ اس طرح طاری رہی
کہ میں نے ڈرنے کے بجائے
اسی سے دوستی کر لی
میری ہر سانس

میرے اپنوں ہی کے پاس گروی تھی
جس کے صدقے میرا اختیار
نہ تو جینے پر تھا
اور نہ مرنے پر
وقت کا سیلاب لے گیا
مجھے اپنے ساتھ بہا کر اور
پہاڑوں کی جن چوٹیوں کو
میں نے سر کرنے کی ٹھان رکھی تھی
خود غرق ہو گئی اسی سیلاب میں
میں قید تھی
جس چار دیواری میں

وہ تھا فقط

ایک مکان

جو کبھی

گھر نہ بن سکا

میں نے خود سے

ٹوٹ کر

تیری ہستی

اور شان پر

کر لیا بھروسہ

لیکن! افسوس

میرے خواب ہی ایسے تھے

کہ اُن کی تکمیل پر

تیرا بھی

اختیار نہ تھا



زندگی نے



زندگی نے بہت آزمایا مجھے

ہاں ستایا مجھے !!!

ہاں مگر ایک تو ہی تو تھا

جس نے ہر گام پر

ہاتھ تھاما میرا

میں غموں میں گرفتار تھی

یعنی لاچار تھی

ہاں مگر حوصلوں نے میرے

راستوں میں چمکتے دیے رکھ دیے

ان چراغوں کے روشن اُجالے ابھی تک

میری مانگ میں سج رہے ہیں مگر

چاہتا ہے یہ دل
تیرے احساس میں بھیگنا
ریت پر میں تیرا نام لکھتی رہوں
اور مٹاتی رہوں عمر بھر
ایک تو ہی تو تھا
جس نے جینا سکھایا مجھے
زندگی نے
بہت آزمایا مجھے !!!



یہاں سے وہاں تک



یہاں سے وہاں تک،
 جہاں تک تمھاری نظر جائے گی
 تم کو لاشیں نظر آئیں گی
 سوچ لو آج
 کس کس کو اپناؤ گے، کس کو دفناؤ گے
 سارے الزام ہیں منتظر
 آج پھر،
 تنکا تنکا جنایا
 بنایا پھر ایک آشیاں
 عرش اور فرش کے درمیاں
 اور تم بانٹتے پھر رہے ہو
 زمانے میں چنگاریاں...
 اک دیا جل رہا ہے
 بڑی شان سے
 روشنی میں نہاتے ہیں
 بوڑھے، جواں، یہ زمین آسماں
 اور مکتب کے آنگن میں
 بچوں کے ہاتھوں سے لکھی ہوئی

ان گنت تختیاں
آج پھر
سارے الزام ہیں منتظر
کوئی دولت نہیں جو تمہیں ڈوبنے سے بچالے
سفر یہ اکیلے ہی کرنا ہے طے
آج پھر
سارے الزام ہیں منتظر...



نہ تھا نہ ہے



اکیلا تھا تب بھی

میں اب بھی اکیلا

نہ تھا کوئی میلا

نہ ہے کوئی میلا

میں بولوں تو مشکل

نہ بولوں تو مشکل

ادھر بھی نہ منزل

ادھر بھی نہ منزل

میں سوچوں تو طوفان

میں دیکھوں تو دیریاں

تھا کل بھی اندھیرا

ہے اب بھی اندھیرا
نہ تب کچھ تھا میرا
نہ اب کچھ ہے میرا
تھی تب بھی گھٹن سی
ہے اب بھی گھٹن سی
تھی تب بھی جلن سی
ہے اب بھی جلن سی

تھی تب بھی تپن سی

ہے اب بھی تپن سی

امیدیں بڑھا کر

یہ جیون گھٹا کر

جیوں کیسے آخر

غموں کو سجا کر

جیوں کیسے آخر

غموں کو سجا کر...؟



عورت



آؤ کریں بات عورت ذات کی
جو ہے مورت آزاد خیالات کی
کہاں سے شروع اور کہاں پہ ختم ہے اس کی کہانی
ذرا سنو اس کی داستاں اسی کی زبانی
پر سوال یہ ہے کہ کیا یہ سب سن پاؤ گے تم؟؟؟
ارے ڈر جاؤ گے تم، تھک جاؤ گے تم
نہ سن پاؤ گے تم، نہ سہہ پاؤ گے تم
نہ رک پاؤ گے تم، نہ رہ پاؤ گے تم
ہو کے بے چین کہیں دور بھاگ جاؤ گے تم
مر کر بھی نہ کبھی بھول پاؤ گے تم

دل اٹھ جائے گا اس بے درد زمانے سے
 اک چین کی سانس بھی نہ لے پاؤ گے تم
 کڑوی ہے داستانِ زندگی اک عورت کی
 سنو گے تو جی کر بھی نہ جی پاؤ گے تم
 ارے نہیں...! نہیں...! نہیں... سن پاؤ گے تم...!!!
 خیر، اب سن ہی لیجیے

بٹی کے پیدا ہونے سے لٹک گئے منہ سب کے
 بانٹنے لگے آپس میں آنسو اور رسوائیاں
 بچپن ہی سے کر دیا قید اس کے خیالات کو
 کچھ ایسے ہوئے حالات کہ ہوئی بربادان کی زندگیاں
 ٹکرا گئی ہر زندگی و موت کی دیوار سے بے خوف
 نہ ٹوٹنے دیا پتھر کے حوصلے کو، چھوڑ دی ہر قدم پہ نشانیاں

کی کشمکش بھی خوب، بغاوت بھی خوب
 کچھ بننے کے لیے، کچھ پانے کے لیے
 کیاسنی ہیں تم نے اس قدر مردوں کی کہانیاں
 ہے نازک شیشے کی مانند اور ارادے فولاد کے
 نہ جانے پھر بھی راہ میں کتنی آتی ہیں پریشانیاں
 اپنی اپنی سوچ کے مطابق نام دیے دنیا والوں نے
 گر پڑنے بھی نہ دے یہ خود پر غیروں کی پرچھائی
 جل گئے لوگ دیکھ کر اس کے ہنر کو، تو کرنے لگے بدنام
 جانتے ہیں آسان ہے کرنا عورت کو بدنام
 ہو بد صورت یا خوب صورت دی جاتی ہے اس کو خطا
 ہر حال میں آن پڑتی ہے پریشانیاں ہی پریشانیاں
 شہرت و عزت پانے کے لیے ٹھان لی ہر سمندر پار کرنے کی

پڑ گئے راہ میں چند بھڑے اور ہوئی چمن میں ویرانیاں
سننے والو ذرا غور سے سنو

کیا اس قدر جلنی چاہیے یہ انمول جوانیاں
نکلی بغاوت کرنے مانگنے لگی انصاف

اس کو خبر نہیں کہ دن ہے یا پھر رات
تو کہہ دو جا کے بے درد زمانے سے آج

کہ لوٹ لی تو نے جس عورت کی لاج
کہ نہ رکھی تو نے جس عورت کی آن

کہ کیا تو نے جس کا اس قدر اپمان
وہی بنی اک اندرا گاندھی

وہی بنی اک جھانسی کی رانی

وہی بن اک میرابائی

وہی بن اک سینتارانی

اسی نے تجھے ہر روپ میں پالا

اسی نے تجھے ہر وقت سنبھالا

وہی گردے گی تجھ کو شراپ
 نہ کرے گی خدا کی خدائی بھی معاف
 سلگتی رہے گی من کی آگ
 اجڑیں گے تیرے چمن اور باغ
 تو کہہ دو سب سے مل کر کھائیں قسم
 نہ ہوں گے ملوث کبھی برے کاموں میں ہم
 رہیں دور ہم سب ایسے کاموں سے
 قیمت چکانی پڑے جس کی مہنگے داموں سے
 آؤ بدل ڈالیں اب اس ظالم زمانے کو
 اور کر دیں یہ اعلان
 کہ عورت بے بسی، لاچاری، ابلایا بھو گیا کا نام نہیں ہے بلکہ
 عورت نام ہے تو بس ہمت کا، حوصلے کا، صبر کا، ادب کا، احترام کا
 اور بھر پور... پیار کا



میرا یہ پیغام ان لوگوں کے نام
نام خدا کا جو لے کے کرتے ہیں قتل عام

کبھی موت جی کے دیکھو



پھولوں پہ چلنے والو، کانٹوں سے الجھ کے دیکھو
مخمل پہ سونے والو، دھرتی پہ سو کے دیکھو
ارے مسکرانے والو، آنسو بہا کے دیکھو
خوشیاں منانے والو، غم بھی منا کے دیکھو
اوروں پہ ہنسنے والو، ذرا خود پہ ہنس کے دیکھو
ارے نفرت کرنے والو، پیار کر کے دیکھو
اوپلم کرنے والو، کبھی مظلوم ہو کے دیکھو
موت سے ڈرنے والو، بے خوف جی کے دیکھو
زندگی جینے والو، کبھی موت جی کے دیکھو
درِ جگر کو سمجھو، ذرا آہیں بھر کے دیکھو



تٲرے غصے مٲل سوغاتٲل



ماتا! ماتا! او مٲرٲ ماتا!
دٲکا نہ کوٲٲ تٲرے جٲسا
روٹھے چاہے مجھ سے دنٲا
تم نہ مجھ سے کبھٲ روٹھنا
سنگ سنگ تم مٲرے چلنا
قدم قدم ٲر سا تھ بھانا
جگ مٲل کون برا بر تٲرے
کس سے ہوں گٲ تٲرٲ باتٲل
تٲرے قدموں مٲل جنت ہے
تٲرے غصے مٲل سوغاتٲل



نثری نظم



دل کو جلن اس روح کو تکلیف ہوتی ہے
بیٹی میری جب بھی ذرا سی بات پر روتی ہے

پھول جیسی نازک کھلتی کلی ہے وہ
پھولوں کی رانی بہاروں کی ملکہ ہے وہ

راج کماری، راج دلاری کتنی پیاری ہے وہ
بلبل ہے، جگنو ہے یا مورنی ہے وہ

کتنی معصوم کتنی چنچل اور نٹ کھٹ ہے وہ
باتیں ہیں اس کی جیسے کوئل کی بولی

لڑنا ہے اس کا جیسے کھل کھل کر ہنسنا
غصہ ہے اس کا جیسے کلیوں کا کھلنا

گانا ہے اس کا جیسے چڑیوں کا چہچہانا
رونا ہے اس کا جیسے جذبات کا بکھرنا
چلنا ہے اس کا جیسے گر کے سنبھلنا
غصے میں دیکھنا ہے جیسے تاروں کا ٹم ٹمانا

آنکھوں میں اس کی چمک ہے ستاروں کی
ہنسی میں اس کی مہک ہے بہاروں کی
نظروں میں اس کی کشش ہے نظاروں کی

مالک کرے، وہ خوشبوئیں لٹائے عمر بھر
مالک کرے، وہ یوں ہی کھلتی جائے عمر بھر



تو کیا ملا



ابتدا سے ملا، تھوڑا ملا

بہت کچھ ملا

مدتوں کے بعد ملا

سب کچھ ملا

تو کیا ملا...؟

محنت و مشقت کے بعد ملا

بہت کچھ ملا

بنا کوششوں کے ملا

تقدیر سے ملا

تو کیا ملا...؟



کوئی وسیلہ کرنا ہوگا

میری نظمیں کل کو میرے ساتھ دفن بھی ہو سکتی ہیں
اس بستی کی رونق ساری اندھیاروں میں کھو سکتی ہیں

معصوموں کے خون سے دھرتی ماں کا دامن لال ہوا ہے
اک کونے کی بات نہیں ہے کل دامن بے حال ہوا ہے

ظالم کی آنکھوں کے آگے کالا پردا گھوم رہا ہے
شہر کا حاکم کرسی ہی کی مدھوشی میں جھوم رہا ہے

تم سچ مچ میں زندہ ہو تو دنیا کو بتلاؤ حاکم
دہشت گردی خوں ریزی پر اب تو روک لگاؤ حاکم
ورنہ کرسی چھوڑ کے میرے ساتھ کھڑے ہو جاؤ حاکم

یہ تو طے ہے، ہم دونوں کو یا تو یوں ہی مرنا ہوگا
اور اگر جینا ہے ہم کو، کوئی وسیلہ کرنا ہوگا

سچ اور جھوٹ



سچ جھوٹا ہوتا ہے
 جھوٹ سچا ہوتا ہے
 سچ کڑوا ہوتا ہے
 جھوٹ میٹھا ہوتا ہے
 سچ مہنگا ہوتا ہے
 جھوٹ سستا ہوتا ہے
 سچ انقلاب ہوتا ہے
 جھوٹ عذاب ہوتا ہے
 سچ دردناک ہوتا ہے
 جھوٹ خوفناک ہوتا ہے
 سچ مشکل ہوتا ہے
 جھوٹ آسان ہوتا ہے
 سچ لمبا ہوتا ہے
 جھوٹ چھوٹا ہوتا ہے
 سچ خطرناک ہوتا ہے
 جھوٹ شرمناک ہوتا ہے



قطعات



خوشیاں خریدنا کوئی آسان تو نہیں
 غم سے کوئی بھی آدمی انجان تو نہیں
 اک دن بہار آئے گی رینا چمن میں پھر
 گلشن ہمیشہ کے لیے ویران تو نہیں
 ایسے بھی لوگ ہیں جنہیں خوشیاں نصیب ہیں
 ہر شخص اس جہاں میں پریشان تو نہیں

اب دل کو چین روح کو آرام چاہیے
 منزل ہو کوہ طور وہ انجام چاہیے
 تاحشر مٹ نہ پائے جو وہ نام چاہیے
 اب اختتام گردش ایام چاہیے

گھڑی بھر مسکرانا چاہتی تھی
 کوئی ایسا بہانہ چاہتی تھی
 مجھے تقدیر نے بس غم ہی بخشے
 میں خوشیوں کا خزانہ چاہتی تھی

یہ جو زندگی میں عذاب ہیں
 فقط آنسوؤں کے چناب ہیں
 نہیں خشک ہوتی چشمہ نم
 ہیں جو راستے وہ سراب ہیں

سچی باتیں، جھوٹی باتیں
 کھٹی باتیں، میٹھی باتیں
 باتوں کے اس دور میں رینہ
 کس نے پوچھی دل کی باتیں

الہی کبھی تو وہ لمحہ بھی آئے
ہمیں سے ہمارا یہ غم روٹھ جائے
زمانہ ہو امن و اماں سے منور
خوشی لوٹ آئے، سکون لوٹ آئے

●●●

متفرق اشعار

دوسروں سے زخم کھانا بھی میری تقدیر ہے
ہے یہی سرمایہ میرا اور یہی جاگیر ہے

ٹکڑے ہو کر یہ جگہ میرا بکھر جاتا ہے
حادثوں کا جو کوئی ذکر بھی کر جاتا ہے

صدیوں سے پڑی قبر میں یہ لاش کس کی ہے
بھٹک رہے ہو کس لیے تلاش کس کی ہے

خاک ہو کر بھی نہ ٹوٹی آس خدایا
ایسا لگتا ہے جہاں یہ راس نہ آیا

میری محفل میں مرے اپنوں ہی کی بات ہوتی ہے
ہوں ساتھ اپنے تو خوشیوں کی ہی برسات ہوتی ہے

ملاقاتیں تو ہوں لیکن ذرا سا فاصلہ رکھنا
کہ ہر دم درمیاں غیروں کے لمبا قافلہ دکھنا

کئی کرب اور عذاب ہیں

فقط آنسوؤں کے چناب ہیں

ساحل کو ڈھونڈتی ہوں، منزل کو ڈھونڈتی ہوں

میں بحر بے کراں میں قاتل کو ڈھونڈتی ہوں

اب اگر ڈوب گئی تو بھی نہ مر پاؤں گی

ہاں مگر نام امر اپنا میں کر جاؤں گی

یہ یاد رہے دوستو مسجد ہو کہ مندر

یہ بھی ہے گھر اس کا وہ بھی اسی کا گھر ہے

اے دور جانے والو میرا سلام لے لو

مرے شکستہ دل کا کوئی پیام لے لو

ہندو ہوں سکھ نہ تو عیسائی مسلمان ہوں میں

نسل آدم ہوں بس انسان ہوں انسان ہوں میں

● ● ●
G.M. College of Education,
Raipur, Bantala
Jammu.

Gandhi Memorial College Of Education Bantalab Jammu

جب موت آئے تو آئے وہ بھی ایسی شان سے
رونے کو اک کنبہ نہیں سارا زمانہ چاہیے
— سینا رینا



سینا رینا

creative star
PUBLICATIONS

Jamia Nagar, New Delhi-110025

+91 9958380431 +91 8851148278

ISBN:978-81-935109-9-5



9 788193 510995